جلد نمبر
23

ابنِ صفی

جاسوسی دنیا

72- لاش کا بلاوا

73- گارڈ کا اغوا

74- شادی کا ہنگامہ

جاسوسی دنیا

جلد نمبر 23

72	لاش کا بلاوا
73	گارڈ کا اغوا
74	شادی کا ہنگامہ

ابن صفی

اسرار پبلی کیشنز

الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ

اردو بازار لاہور۔ فون : 7321970 - 7357022

جملہ حقوق محفوظ

اس ناول کے نام ، مقام، کردار اور کہانی سے
تعلق رکھنے والے اداروں کے نام فرضی ہیں۔

پبلیشر...........خالد سلطان
پرنٹر............یمانی پریس

سیل ڈپو: عثمان ٹریڈرز

الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ

اردو بازار لاہور۔ فون : 7321970

جاسوسی دنیا نمبر 72

لاش کا بلاوا

(مکمل ناول)

پیش رس

"دشمنوں کا شہر" آپ نے یقیناً پڑھا ہوگا!.... ممکن ہے پسند بھی آیا ہو! لیکن اس وقت میں یہ پوچھنے نہیں بیٹھا ہوں کہ وہ کیسا رہا!.... اس کی بات تو اس لئے چھیڑی ہے کہ اس میں ایک کمی رہ گئی تھی! اور اس کمی کا احساس بھی مجھے اس وقت ہوا تھا جب اس کے پروف دیکھے جارہے تھے! یعنی کتاب پریس میں پہنچ چکی تھی۔ ظاہر ہے اس وقت اس کا ازالہ ناممکن تھا!

ہاں تو میں اس کمی کی بات کر رہا تھا! کمی یہ رہ گئی تھی کہ اس میں مسز وارنر جیسے اہم کردار کی اصلیت پر روشنی نہیں ڈالی جاسکی تھی! وہ کون تھی کہاں تھی! ظاہر ہے کہ پہلے سے اس کا وجود ضرور رہا ہوگا ورنہ ٹویوڈا اس کی آڑ کیسے لیتا؟

"دشمنوں کا شہر" کی اُسی خامی کو مدنظر رکھ کر یہ ناول "لاش کا بلاوا" لکھا گیا اور اس کی کہانی مسز وارنر ہی کے گرد گھومتی ہے۔

"دشمنوں کا شہر" ایک ایسے آدمی کی کہانی تھی جو گناہ کے اندھیروں سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا! اس کے برعکس "لاش کا بلاوا" میں آپ کو ایک ایسا آدمی ملے گا جو شرافت کی زندگی ترک کر کے جرائم کی راہ پر نکل آیا تھا.... ہوسکتا ہے کہانی کے اختتام پر آپ اس سے ہمدردی بھی محسوس کریں! لیکن اسے ہرگز نہ بھولئے گا کہ وہ غلطی پر تھا۔ اول تو یہی چیز غلط ہے کہ آپ میرا تھپڑ میرے بھائی کے گال پر واپس کردیں اور دوسری بات یہ

کہ " شخصی انتقام " کا طریقہ سود مند نہیں ہوتا کیونکہ دوسرے کی پشت پناہی قانون کرتا ہے! جس معاشرے سے آپ کا تعلق ہے اس کے قوانین آپ ہی کے وضع کردہ ہیں! آسمان سے نہیں اترے.... پھر آپ ان کی حدود سے کیوں تجاوز کریں۔

اس کہانی میں بھی آپ کو حمید کافی مصروف نظر آئے گا لیکن اتنا بھی نہیں کہ شگوفے چھوڑنے کا ہوش نہ رہے۔ وہ آپ کو قدم قدم پر ہنسنے کی دعوت دے گا۔ ایک معاملے میں قاسم کو بھی گھسیٹ لایا ہے۔ مگر گھسیٹنے ہی کی حد تک! اُسے ایک یوریشین لڑکی کی تلاش تھی لیکن ایک ایسی عورت سے جا ٹکرایا جس کے لئے صرف قاسم ہی دیدہ دل فرش راہ کر سکتا تھا! مگر وہ عورت کون تھی.... اور ہائی سرکل نائٹ کلب کے منیجر کو دعوت عشق کیوں دے رہی تھی؟

اس کہانی میں نیلم بھی ملے گی! مگر نہ جانے کیوں نیلم سے بہتیری خواتین بے حد خفا ہیں! وہ نہیں چاہتیں کہ نیلم دوسری کہانیوں میں بھی لائی جائے۔ لہٰذا اب نیلم نہیں آئے گی۔ مطمئن رہئے۔ یہ آخری کہانی ہوگی جس میں نیلم آئی ہے۔

ڈائمنڈ جوبلی نمبر کے لیے بہتیری تجاویز آرہی ہیں لیکن سبھوں کو عملی جامہ پہنانا مشکل ہے....! بہر حال وہ تجاویز تو یقینی طور پر بروئے کار لائی جائیں گی۔ جن پر زیادہ تر پڑھنے والے متفق ہوں۔

اس سلسلے میں آپ کی رائے کا منتظر رہوں گا۔

ابنِ صفی

۱۳ر جنوری ۱۹۵۸ء

لاش تیار تھی

عشرت نے اخبار میز پر رکھ کر ایک طویل سانس لی اور بُرا سا منہ بنا کر کھڑکی کے باہر دیکھنے لگی.... وہ یکم اپریل کی صبح تھی.... موسم خوشگوار تھا.... خلاف توقع صبح سے پہلے ہی مطلع ابر آلود ہونے لگا تھا.... اور اب تو بھورے رنگ کے بادلوں سے حدِ نگاہ تک آسمان ڈھک گیا تھا.... ہوامیں خنکی تھی....! مگر پھر بھی بارش کے آثار نہیں تھے! ویسے معمولی ترشح کی پیشین گوئی محکمہ موسمیات نے پچھلے ہی دن کر دی تھی۔

عشرت اپنے کمرے میں ناشتہ کرنے کی عادی تھی! صرف دوپہر کے کھانے پر اُسے اپنے باپ کا ساتھ دینا پڑتا تھا۔ رات کو بھی وہ کھانے کی میز پر تنہا ہوتی تھی!

اس نے ایک بار پھر اخبار پر نظر ڈالی اور پھر ملازمہ کی طرف متوجہ ہوگئی، جو ناشتے کی ٹرے اٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔

اس نے ٹرے میز پر رکھ دی اور پیچھے ہٹ کر خاموش کھڑی رہی! شائد اُسے اس کی کسی نئی فرمائش کا انتظار تھا۔

"کیا ڈیڈی نیچے موجود ہیں۔" عشرت نے اُس سے پوچھا۔

"جی ہاں!.... ناشتے پر ہیں۔" جواب ملا۔

"اچھا.... تم جاؤ۔"

ملازمہ چلی گئی.... عشرت نے ہاتھ بڑھا کر خودکار فون کا ریسیور اٹھایا اور ماؤتھ پیس میں بولی۔ "گڈ مارننگ ڈیڈی....!"

"مارننگ....!" دوسری طرف سے بھرائی ہوئی سی آواز آئی۔

"غالباً آپ اخبار دیکھ رہے ہیں۔"

"ہاں....!"

"کون سا ہے....!"

"آبزرور....!"

"آہا وہی میرے سامنے بھی ہے۔" عشرت نے کہا۔ "پہلے ہی صفحہ پر نیچے اشتہار دیکھئے۔"

"ہاں.... دیکھا ہے! مضحکہ خیز ہے.... یہ نہ بھولنا کہ آج یکم اپریل ہے۔"

"آپ جانتے ہیں کہ یہ اشتہار کس کے لئے ہے۔"

"نہیں.... میں کیا جانوں....!"

"یہ اشتہار میرے لئے ہے۔!" عشرت نے ٹھنڈی سانس لی۔

"کیا بکواس ہے۔ میں نہیں سمجھا۔"

"یہ اشتہار میرے لئے ہے....!" اس نے اخبار کی طرف دیکھتے ہوئے دہرایا۔

"یعنی....!" دوسری طرف سے آواز آئی اور اشتہار کے الفاظ دہرائے گئے۔ "آج ڈیڑھ بجے میرے گھر پر آجاؤ "میری لاش" تیار ملے گی۔"

"ہاں! یہی اشتہار ڈیڈی....!"

"میں ایسے لغو مذاق پسند نہیں کرتا.... مانا کہ آج یکم اپریل ہے.... مگر....!"

"اوہ.... کیا آپ فخری کی ذہانت کی داد نہیں دینگے۔ مگر یہ اشتہار مجھے بھی گراں گزرا ہے۔"

"فخری.... اوہ.... وہ.... تو کیا....!"

"ہاں ڈیڈی! میں آپ کو اس کے متعلق بتا چکی ہوں۔"

"میری لاش....!"

"جی ہاں.... مگر یہ اشتہار.... شاید یکم اپریل کا مذاق بھی اس میں شامل ہے۔"

"میں کہتا ہوں! ایسا لغو اشتہار شائع کیسے ہو گیا۔"

"فخری آبزرور کے ایڈیٹر کا داہنا ہاتھ ہے! وہ سب کچھ کر سکتا ہے! وہ جانتا ہے کہ میں صرف آبزرور ہی دیکھتی ہوں.... اس لئے اس اشتہار کا میری نظروں سے گذرنا ضروری ہے۔"

"میں کہتا ہوں عشی تم لغویات میں نہ پڑو! کئی بار تمہیں سمجھا چکا ہوں۔ مگر تم باز نہیں آتیں، آخر تمہیں اس سے کیا فائدہ۔"

"وہ لاپرواہ ہے ڈیڈی.... بہت لاپرواہ....!"

"میں کچھ نہیں جانتا۔ لیکن ایک دن تم پچھتاؤ گی۔"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔

عشرت بھی ریسیور رکھ کر ناشتے کی ٹرے کی طرف متوجہ ہو گئی.... وہ یوریشین تھی! اس کا باپ مشرقی تھا اور ماں مغربی.... لیکن ماں اب زندہ نہیں تھی! وہ پانچ ہی سال کی عمر میں ماں کی شفقتوں سے محروم ہو گئی تھی۔

عشرت کے جسم پر لباس تو مغربی ہی ہوتا تھا لیکن اس کی شخصیت میں مشرق ہی رچا بسا ہوا تھا۔ اندازِ فکر بھی مشرقی ہی تھا۔ وہ اردو کی ایک اچھی انشا پرداز تھی! اردو بولتے وقت لب و لہجہ خالص مشرقی ہوتا تھا۔ اکثر شعر بھی کہتی تھی اور اس کی شاعری کو تک بندی نہیں کہا جا سکتا تھا۔

اس کا باپ تیمور شہر کے بڑے آدمیوں میں سے تھا۔ ایک مشہور سرمایہ دار جس کا بزنس لامحدود تصور کیا جاتا تھا۔ وہ نیک دل اور مخیر بھی مشہور تھا۔ قومی کاموں میں دل کھول کر خرچ کرتا تھا۔ شہر کے کئی یتیم خانے اور محتاج خانے اس کی سرپرستی میں چل رہے تھے۔ ابھی حال ہی میں اس نے اندھوں اور گونگوں کا ایک اسکول بھی قائم کیا تھا۔

عشرت شہزادیوں کی طرح زندگی بسر کرتی تھی۔ مگر تیمور کو اس کے مشاغل پسند نہیں تھے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ عشرت کم رتبہ آدمیوں سے میل جول رکھے۔ لیکن وہ ابھی تک تو اسے باز رکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ عشرت جو ایک کامیاب مصنفہ بننے کے خواب دیکھ رہی تھی۔ زندگی سے قریب تر رہنا چاہتی تھی۔ لیکن خود اس کے طبقے میں زندگی مفقود تھی۔ یا پھر وہ اُسے پانجولاں ہی سمجھتی تھی.... اُسے ابھی تک تو اپنے طبقے میں وہ زندگی نہیں ملی تھی جو اپنے طور پر پھیلتی بڑھتی ہے۔ جس پر بناوٹ کی تہیں نہیں چڑھائی جاتیں.... جو مشینی نہیں ہوتی۔

ناشتہ ختم کر کے اس نے ملازمہ کیلئے گھنٹی کا بٹن دبایا اور وہ کچھ دیر بعد آ کر ٹرے اٹھا لے گئی۔

عشرت کچھ مضطرب سی نظر آنے لگی تھی.... لیکن وہ خود بھی اپنے اس اضطراب کی وجہ نہ سمجھ سکی.... ذہن کو کافی کریدنے کے باوجود بھی اس اضطراب کی جڑیں نہ مل سکیں۔

ایک بجے اُس نے گیراج سے کار نکلوائی اور کوٹھی سے چل پڑی۔ کار وہ خود ہی ڈرائیو کر رہی تھی۔ اس کی کلائی پر گھڑی موجود تھی جسے وہ ذرا ذرا سی دیر کے بعد دیکھتی جا رہی تھی۔

پھر ٹھیک ایک بج کر پچیس منٹ پر اُس نے کار نادر منزل کے سامنے روک دی۔ یہ ایک بہت بڑی عمارت تھی اور اس میں متعدد فلیٹ تھے۔ نادر منزل شہر کی اُن معدودے چند عمارتوں میں سے تھی جن کے فلیٹ "شاندار" کہلاتے تھے۔

عشرت کار سے اتری اور آہستہ آہستہ اوپری منزل کے زینے طے کرنے لگی اسے گیارہویں فلیٹ کے دروازے پر دستک دینی تھی۔

لیکن گیارہویں فلیٹ کے سامنے پہنچ کر اُس نے محسوس کیا کہ دروازہ اندر سے مقفل نہیں ہے کیونکہ وہ چوکھٹ سے کچھ پیچھے کھسکا ہوا تھا۔ عشرت نے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر اُسے آہستہ سے دھکا دیا اور دروازہ کھل گیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں یک بیک اس پر لرزہ طاری ہو گیا۔ ہاتھ ہیڈل پر جم سا گیا تھا۔ بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے وہ اب نہ تو دروازے کو اور زیادہ دھکیل کر اندر داخل ہو سکے گی اور نہ کھینچ کر دوبارہ بند ہی کر سکے گی۔ اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔

اس کمرے کے بعد والے کمرے کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا اور وہ دوسرے کمرے میں پڑی ہوئی اس لاش کو صاف دیکھ رہی تھی۔ جس سے ایک عورت لپٹی ہوئی تھی۔ لاش کے سینے میں ایک خنجر پیوست تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کمرے کے فرش پر خون کا سوتا پھوٹ گیا ہو۔ دفعتاً لاش سے لپٹی ہوئی عورت کی نظر عشرت کی طرف اٹھ گئی اور پھر عشرت نے اسے اچھل کر دیوار سے لگتے دیکھا۔

یک بیک عشرت نے ایک جھرجھری سی لی اور دروازہ شائد اضطراری طور پر کھینچ کر بند ہو گیا۔ لیکن ہینڈل پر سے ہاتھ ہٹاتے وقت عشرت کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے لئے بھی اُسے قوت صرف کرنی پڑی ہو۔

اس کے قدم تیزی سے زینوں کی طرف اٹھتے رہے۔

پھر اُسے اچھی طرح یاد نہیں کہ وہ اپنی کار تک کیسے پہنچی تھی! لیکن کار ڈرائیو کرتے وقت اس کی مشاقی ہی آڑے آئی تھی ورنہ ذہن تو ہوا میں اڑا جا رہا تھا۔

لاش.... لاش.... اس کی لاش.... فخری کی لاش.... جس نے بذریعہ اشتہار اُسے اطلاع

دی تھی۔ ”آج ڈیڑھ بجے میرے گھر پر آجاؤ۔ ”میری لاش“ تیار ملے گی۔“

مگر.... وہ تو.... ایک ذو معنی اشتہار تھا۔ یکم اپریل کا مذاق بھی.... اور ایک حقیقت بھی۔ پھر لاش.... لاش.... فخری کی لاش.... پولیس اسے پریشان کرے گی.... کیونکہ وہ اشتہار اسی کیلئے تھا.... اوہ مگر ممکن ہے اس نے آبزرور کے ایڈیٹر کو سب کچھ بتادیا ہو۔ اب پولیس یقیناً اسے پریشان کرے گی! خاکی یونیفارم سے اسے بچپن ہی سے ہول آتا تھا۔ پھر اب کیا ہوگا مگر وہ عورت کون تھی جو اس کی لاش سے لپٹی ہوئی تھی۔ فخری نے کبھی کسی عورت کا تذکرہ نہیں کیا تھا جو اس کی لاش سے اس طرح لپٹ سکے! پھر کار فراٹے بھرتی رہی اور عشرت کا ذہن ہوا میں اڑتا رہا۔

❀

کیپٹن حمید نے فون کے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھے ہوئے فریدی کی طرف مڑ کر کہا۔ ”جگدیش کو ہیضہ ہوگیا ہے۔“ اور پھر ریسیور اس کی طرف بڑھادیا۔

”ہیلو....!“ فریدی نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

”میں جگدیش ہوں جناب!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ”کچھ دیر پہلے کسی عورت نے کہیں سے فون پر اطلاع دی تھی کہ نادر منزل کے گیارہویں فلیٹ میں ایک لاش پڑی ہوئی ہے۔“

”تمہیں یاد ہے یا نہیں کہ آج یکم اپریل ہے!“ فریدی نے مسکرا کر کہا۔

”سنئے تو سہی! میں نے بھی یہی سوچ کر اُسے نظر انداز کردیا تھا۔ مگر تھوڑی دیر بعد پھر کسی عورت ہی نے اطلاع دی کہ گیارہویں فلیٹ میں آبزرور کے نائب مدیر فخری کا قتل ہوگیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آواز پہلی عورت کی نہیں تھی۔“

”دس عورتیں بھی تمہیں ایک ہی موضوع پر بور کرسکتی ہیں کوئی ان کا کیا بگاڑے گا۔“

”جی ہاں! میں نے بھی یہی سوچا تھا.... لیکن پھر اس سلسلے میں آبزرور کے ایڈیٹر سے گفتگو کی۔ اُس نے فخری کو فون کیا.... پھر دوبارہ مجھ سے رابطہ قائم کرکے بتایا کہ فخری کے فلیٹ سے کوئی جواب نہیں مل رہا۔ حالانکہ اسے اس وقت فلیٹ ہی میں ہونا چاہئے.... اُسے بھی تشویش ہوگئی ہے کیونکہ آبزرور کے آج کے شمارہ میں فخری نے ایک عجیب و غریب اشتہار شائع کرایا تھا جس میں کسی کو مخاطب کرکے کہا گیا تھا کہ وہ ٹھیک ڈیڑھ بجے فخری کے فلیٹ میں پہنچ جائے۔ فخری کی لاش تیار ملے گی۔“

"اچھی بات ہے۔" فریدی نے ایک طویل سانس لی اور پھر بولا۔ "تم جاؤ! اگر یہ حقیقت ہو تو مجھے فون کر دینا۔ لیکن واضح رہے کہ فخری کا فون استعمال نہ کیا جائے....! میں آج کل زیادہ مصروف نہیں ہوں تمہارے لئے بھی کچھ کر سکوں گا۔"

"بہت بہت شکریہ....!" دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔

"یہ کیا بکواس کر رہا تھا....!" حمید نے پوچھا۔

"کچھ نہیں آج یکم اپریل ہے....!"

حمید کھڑکی کے پاس کھڑا ہو کر پائپ سلگانے لگا۔ آج دفتر میں اس کا دل نہیں لگ رہا تھا۔ امر سنگھ اور رمیش بھی غائب تھے ورنہ وہ انہیں ہی چھیڑ تا۔

آخر اس نے فریدی کو پھر مخاطب کیا۔ "دس عورتیں کس موضوع پر جگدیش کو بور کر سکتی ہیں۔"

"اسی موضوع پر کہ حمید جیسے فرض ناشناس آفیسر کو گولی ماردینی چاہئے۔" فریدی نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "تم نے اس فائل کے کاغذات کی ترتیب غلط کر دی ہے۔"

"مجھے اتنا وقت ہی نہیں ملتا کہ فائلوں میں ہاتھ لگاؤں۔ کسی اور نے کی ہو گی۔" حمید نے لاپروائی سے کہا۔

"چلو! اسے درست کرو۔"

حمید میز پر آبیٹھا۔ لیکن اس کے چہرے سے اکتاہٹ ظاہر ہو رہی تھی۔ اکتاہٹ کی وجہ دراصل یہ تھی کہ یکم اپریل کا دن یونہی گذرا جا رہا تھا۔

اس نے فائیل کی ورق گردانی شروع کر دی اور کاغذات کو ترتیب سے لگاتا رہا۔

فریدی نے فائیل کھول لیا تھا اور وہ اس سے سادہ کاغذ پر کوئی عبارت نقل کر رہا تھا۔ حمید نے فائیل کے کاغذات مرتب کر کے اُسے ایک طرف رکھتے ہوئے ایک طویل سانس لی ور سر کھجانے لگا۔

"اسٹار لمیٹڈ کا فائیل تمہارے پاس تھا۔" فریدی نے سر اٹھائے بغیر اُسے مخاطب کیا۔

"بہت احتیاط سے رکھا ہوا ہے مطمئن رہئے۔"

"میں پوچھتا ہوں تم نے اس کے سلسلے میں کیا کیا۔" فریدی نے جھلا کر کہا اور قلم رکھ کر سیدھا بیٹھ گیا۔

"اگر کچھ کرنے کو بھی کہا گیا ہوتا تو ضرور کرتا۔ آپ نے صرف فائیل مجھے دیا تھا۔ وہ میں

نے احتیاط سے رکھ دیا کہ پتہ نہیں پھر کب آپ اُسے واپس لے لیں!"

"حمید....!"

"جناب والا۔"

"میں تمہیں کان سے پکڑ کر نکال دوں گا۔"

"میں خود ہی کان پکڑ کر نکل جاؤں گا۔ آپ صرف اشارہ کر دیجئے۔ یکم اپریل کو بھی موسم اتنا خوشگوار ہے کہ خدا کی پناہ۔"

"میں کسی دن تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا۔" فریدی دانت پیس کر بولا۔

"میں اسی قابل ہوں۔" حمید ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "ایسے آدمی کا یہی حشر ہونا چاہئے جو اپنے کسی چڑچڑے آفیسر کو ہنس مکھ نہ بنا سکے۔"

فریدی فون کی طرف متوجہ ہو گیا جس کی گھنٹی بج رہی تھی۔

"ہیلو....!" اس نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہاں....اچھا.... پھر.... وہ تنہا رہتا تھا.... ہوں! تم دروازے سے داخل ہوئے تھے! دروازہ کھلا ہوا تھا.... اچھا.... اچھا! دروازے کی ساخت ہوں.... ہوں۔"

"اچھا تم نے ہینڈل پکڑ کر دروازہ کھولا ہو گا۔ گدھے ہو! اب تک عقل نہ آئی.... خیر میں آرہا ہوں....!" اس نے ریسیور رکھ دیا۔

"میں نے کہا۔" حمید کچھ کھنکار کر بولا۔ "میں کچھ عرض کروں۔"

"بکو....!" فریدی اُسے گھورنے لگا۔

"گذارش ہے کہ گدھے ہینڈل پکڑ کر دروازہ نہیں کھول سکتے۔ آپ کو اُسے آدمی ہی کہنا چاہئے تھا۔"

فریدی نے اس کا کان پکڑ کر کرسی سے اٹھا دیا۔

"کتنی دور جانا ہو گا۔" حمید نے مردہ سی آواز میں پوچھا۔

"نادر منزل تک....وہاں ایک قتل ہو گیا ہے۔"

"خدا غارت کرے۔" حمید نے منہ بنا کر آنکھیں بند کر لیں پھر بڑبڑایا۔ "یکم اپریل کو بھی یہ اُلو کے پٹھے باز نہیں آتے۔"

"چلو.....!" فریدی نے اُسے دروازے کی طرف دھکا دیا۔

حمید برآمدے میں نکل آیا۔

اور پھر کچھ دیر بعد وہ نادر منزل کی طرف جارہے تھے۔ فریدی کار ڈرائیو کر رہا تھا۔

"کس کا قتل ہوا ہے۔" حمید نے پوچھا۔

"آبزرور کے سب ایڈیٹر.... فخری کا....!"

"فخری....!" حمید نے حیرت سے کہا۔ "نہیں۔"

"کچھ دیر پہلے رمیش کو کسی عورت نے فون پر بتایا تھا کہ فخری قتل کر دیا گیا۔"

"اوہ.... ارے میں اُسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ ایسا آدمی نہیں تھا کہ اُسے کوئی قتل کردے۔ میرے خدا بڑا شاندار نوجوان تھا۔ بڑا آرٹسٹک.... سچ کہتا ہوں زرد سلک کے لبادے میں وہ کوئی یونانی دیوتا معلوم ہوتا تھا۔ اس کے بال سنہرے اور گونگھریالے تھے۔ وہ ان میں کبھی کنگھا نہیں کرتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود بھی یہی معلوم ہوتا تھا کہ اس نے اپنے بالوں پر کافی وقت صرف کیا ہے.... اکثر ہم دونوں نے ہائی سرکل میں بہت اچھا وقت گذارا ہے۔"

"اس کے گرد عورتیں ضرور رہتی ہوں گی۔" فریدی نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"وہ کسی کو لفٹ ہی نہیں دیتا تھا۔ اس معاملے میں شاید اس پر آپ کا سایہ پڑ گیا تھا۔ ارے بڑا اچھا آدمی تھا۔ بہت نیک.... غریبوں کے لئے بڑا درد رکھتا تھا۔"

"اس کے باوجود بھی اُسے قتل کر دیا گیا۔" فریدی نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"مگر ٹھہریئے.... وہ قتل بھی کیا جا سکتا تھا کیونکہ اکثر بعض ناعاقبت اندیش بڑے آدمیوں کی پول کھولتا رہتا تھا۔"

"ہوں....!"

حمید بھی خاموش ہو گیا۔ اب نہ اُسے موسم خوشگوار لگ رہا تھا اور نہ یکم اپریل ہی یاد رہ گئی تھی۔ وہ صرف فخری اور اس کے قتل کے متعلق سوچ رہا تھا۔

"کیا آپ نے فخری کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔" اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"میں نے یہ کب کہا ہے! لیکن تمہارا یہ بیان قطعی غلط ہے کہ وہ عورتوں سے الگ تھلگ رہتا تھا۔"

"میں نے کبھی اُس کی میز پر کوئی عورت نہیں دیکھی....!" حمید نے کہا۔

وہ اوپر پہنچے! ایک کانسٹیبل گیارہویں فلیٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو رہا تھا۔

"ذرا سلیقہ نہیں ہے ان لوگوں کو....!" فریدی بڑبڑایا۔ "ایسے مواقع پر ہر اس چیز کو ہاتھ لگانے سے احتراز کرنا چاہئے جس پر مجرم کی انگلیوں کے نشانات ملنے کا امکان ہو!"

"میں نہیں سمجھا....!" حمید نے کہا۔

"ان لوگوں کو چاہئے تھا کہ ہینڈل کو ہاتھ لگائے بغیر دروازہ کھولتے! خیر!" پھر وہ آگے بڑھے ہی تھے کہ انسپکٹر جگدیش باہر آیا۔

"ارر.... آبزرور کا ایڈیٹر بھی موجود ہے۔" جگدیش نے کہا۔ "مگر یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ فخری کا وہ اشتہار کس کے لئے تھا.... اور نہ ابھی تک اس کا مقصد ہی معلوم ہو سکا ہے۔"

وہ اندر آئے.... جگدیش کے بیان کے مطابق لاش ابھی تک جوں کی توں پڑی ہوئی تھی۔ اس نے کہا۔ "ڈاکٹر نے ابھی دور ہی سے لاش کو دیکھا ہے۔ اس خیال سے میں نے کسی کو بھی ہاتھ نہیں لگانے دیا کہ آپ اُسے پسند نہیں کرتے۔"

حمید حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس طرح لاش کو گھور رہا تھا جیسے اُسے یقین نہ آرہا ہو۔

چھان بین

عشرت کی کار ہوا سے باتیں کرتی رہی۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے کہاں جانا چاہئے۔ اسے رہ رہ کر اپنے باپ کا بھی خیال آتا جو اسے کئی بار فخری کے سلسلے میں سرزنش کر چکا تھا۔ کاش اس نے صبح اُسے اس اشتہار کے متعلق نہ بتایا ہوتا.... اب اس قتل کی خبر آگ کی طرح سارے شہر میں پھیل جائے گی۔ ہو سکتا ہے کہ اس سلسلے میں آبزرور کا ضمیمہ بھی نکل آئے۔ اب وہ اشتہار کہانی بن جائے گا۔ ایک معمہ بن جائے گا جسے پولیس حل کرنے کی کوشش کرے گی۔ اوہ.... فخری نے کیا کیا؟ کیا اس نے آبزرور کے ایڈیٹر سے اس کا بھی تذکرہ کیا ہوگا کہ وہ اشتہار کس کے لئے تھا.... اگر ایسا ہوا.... اگر ایسا ہوا....

اُس کے ہاتھ اسٹیئرنگ پر کانپنے لگے.... سارے جسم میں سنسنی سی محسوس ہو رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے تھوڑی ہی دیر بعد وہ بالکل مفلوج ہو کر رہ جائے گی۔

اس نے سوچا کہ اب وہ اپنے اعصاب پر قابو پائے بغیر اسٹیئرنگ نہیں کر سکے گی۔ ایسی حالت میں کوئی حادثہ بھی ہو سکتا ہے۔ وہ محسوس کر رہی تھی کہ اسٹیئرنگ پر اس کی گرفت ڈھیلی ہوتی جا رہی ہے۔

آرلکچو کے قریب پہنچ کر اُس نے کار کی رفتار کم کرتے ہوئے سوچا کہ وہ فی الحال کسی کیبن میں بیٹھ کر خود پر قابو پانے کی کوشش کرے گی۔

کار پھاٹک سے گذر کر کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ پھر عشرت اُسے اس طرف لے گئی جہاں کاریں پارک کی جاتی تھیں۔ بدقت تمام وہ ڈائننگ ہال تک پہنچی اور پھر ایک کیبن کا پردہ ہٹا کر اندر جا بیٹھی۔ اس کا پورا جسم کانپنے لگا تھا۔

خون....! خنجر.... لاش.... فخری کے سینے میں خنجر.... فخری.... اُس نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپالیا.... پھر اُسے وہ عورت یاد آئی جو فخری کی لاش سے لپٹی ہوئی تھی۔ وہ کون تھی؟ فخری نے کبھی کسی ایسی عورت کا تذکرہ نہیں کیا تھا، جو اس کی لاش سے لپٹ سکتی ہو! وہ خود اتنے قریبی تعلقات ہونے کے باوجود بھی کس طرح سر پر پیر رکھ کر وہاں سے بھاگی تھی۔ لیکن وہ عورت.... اوہ تو کیا.... اُسی وقت ایک ویٹر نے بھی کیبن کا پردہ ہٹایا۔

"کافی.... خوب گرم....!" عشرت بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

ویٹر چلا گیا.... اور وہ پھر خیالات میں کھو گئی۔ لیکن اب وہ دراصل اپنا دھیان بٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اگر ایسا نہ کرتی تو وہ اعصابی اختلال کی سی کیفیت ہر حال میں برقرار رہتی۔

کچھ دیر بعد ویٹر کافی لایا.... کافی گرم اور گاڑھی تھی.... عشرت دو پیالیاں پی گئی۔ اب وہ کسی حد تک سکون محسوس کر رہی تھی.... اس دوران میں بھی اس نے اپنے ذہن کو بھٹکنے نہیں دیا تھا۔ جب اُسے فخری کی لاش یاد آئی وہ کچھ اور سوچنے لگی۔

تھوڑی دیر بعد وہ اٹھی اور کاؤنٹر ہی پر کافی کی قیمت ادا کر دی۔ بل کے انتظار میں وہیں بیٹھے رہنا اس وقت اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

اُس نے سوچا کہ اب اُسے گھر واپس جانا چاہئے اور یہ تو اس نے پہلے ہی سوچ لیا تھا کہ اپنے باپ پر حقیقت نہیں ظاہر ہونے دے گی۔ یعنی وہ اُسے بتائے گی کہ سر پر شدید درد ہو جانے کی وجہ سے وہ آج کہیں جا ہی نہیں سکی تھی۔ سارا دن اپنے کمرے ہی میں پڑی رہی تھی۔

وہ باہر آکر کار میں بیٹھی اور اُسے پھاٹک تک لائی۔ پھر سوچا کہ کیوں نہ ایک نامعلوم فرد کی حیثیت سے پولیس کو اس کی اطلاع دے دے کہ نادر منزل کے گیارہویں فلیٹ میں ایک لاش پڑی ہوئی ہے یہ خیال اس بُری طرح ذہن پر مسلط ہوا کہ وہ کسی طرح بھی اُس سے پیچھا نہ چھڑا سکی اور آخر کار اُسے اپنی گاڑی ایک ٹیلی فون بوتھ کے قریب روکنی ہی پڑی۔ کوتوالی کے نمبر اُسے یاد تھے۔ اس نے بوتھ میں آکر کوتوالی کے نمبر ڈائیل کئے۔

"ہیلو....!" اس نے فون ریسیو کرنے والے سے کہا۔ "نادر منزل کے گیارہویں فلیٹ میں آبزرور کا سب ایڈیٹر فخری قتل کردیا گیا ہے۔"

اور پھر فوراً ہی وہ ریسیور ہک میں لٹکا کر واپسی کے لئے مڑی.... لیکن پھر ٹھٹک گئی کیونکہ ایک آدمی دروازے پر راستہ روکے مسکرارہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں گراموفون کی شکل کا ایک چھوٹا سا ڈبہ تھا جس کا ڈھکنا کھلا ہوا تھا اس کی مسکراہٹ اور کھڑے ہونے کے انداز پر اُسے بڑا غصہ آیا اور اس نے غرا کر کہا۔ "ایک طرف ہٹ جائیے۔"

"لیجئے محترمہ....!" وہ نہایت ادب سے ایک طرف ہٹتا ہوا بولا۔

"مگر میں آپ سے دو باتیں ضرور کروں گا۔ مجھے اجازت دیجئے۔"

وہ بوتھ سے نکلتی ہوئی غرائی۔ "کیا بات ہے۔"

"آپ نے جسے بھی کسی کے قتل کی اطلاع دی تھی اُسے اپنا نام اور پتہ نہیں بتایا۔"

"شٹ اپ.... بکواس نہ کرو۔" اُسے بہت غصہ آگیا.... لیکن پھر اچانک ایسا محسوس ہوا جیسے آسمان پر اڑتے اڑتے یک بیک زمین پر آپڑی ہو۔

"آپ کا غصہ حق بجانب ہے محترمہ....!" اس نے نہایت ادب سے کہا۔ "لیکن میں نے ابھی آپ کو کسی کی اطلاع دینے کا صحیح طریقہ بتایا تھا۔ آپ نے غالباً کوتوالی ہی فون کیا تھا۔"

عشرت اُسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی یہ ایک وجیہہ اور تندرست آدمی تھا۔ عمر تیس اور پینتیس کے درمیان ہی رہی ہوگی۔ صورت سے وہ ایک شرمیلا اور کم سخن آدمی معلوم ہوتا تھا اور اس وقت اس کی گفتگو کا انداز کچھ غیر فطری معلوم ہوتا تھا عشرت نے یہی محسوس کیا تھا جیسے وہ کوئی فلمی اداکار ہو اور اس سے چند جملے کسی مخصوص انداز میں ادا کرائے گئے ہوں۔

"میں پوچھتی ہوں تمہیں اس طرح گفتگو کرنے کی ہمت کیسے ہوئی۔" عشرت نے جی کڑا

کر کے کہا۔

”ہمت کی کہانی میں آپ کو پھر کبھی سناؤں گا۔ لیکن فی الحال میرا مشورہ یہ ہے کہ نادر منزل سے دور ہی رہیے گا۔ کیونکہ آس پاس کے لوگوں نے آپ کے علاوہ اور کوئی عورت وہاں نہیں دیکھی۔ میرا مطلب ہے فخری کے فلیٹ میں۔“

”تمہیں ان باتوں سے کیا سروکار۔“

”میں بھی فخری کا ایک دوست ہوں اور آپ کے وہاں پہنچنے سے پہلے میں پہنچا تھا۔ لیکن اس کی لاش دیکھ کر میں نے اندر قدم رکھنے کی ہمت نہیں کی تھی۔“

”پھر اب تم مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو.....!“

”میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ سے ایک بہت بڑی حماقت سرزد ہوئی ہے۔ مجھ سے بھی ہوئی تھی لیکن میں نے اس کا ازالہ کر دیا تھا۔“

”میں نہیں سمجھی۔“

”آپ بہت زیادہ الجھنوں میں پڑ جائیں گی۔ مگر میں یہاں اس جگہ اس قسم کی گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔ یہ باتیں اطمینان کی ہیں۔ مجھے آپ کا پتہ معلوم ہے، گھر پر آپ سے مل لوں گا۔“

”نہیں ٹھہرو...!“ عشرت کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ ”میں گھر پر کسی سے بھی نہیں ملتی!“

”ٹھیک ہے!“ اس نے سر ہلا کر کہا۔ ”آپ کے ڈیڈی خفا ہوتے ہوں گے۔“

”نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ میں گھر پر بہت کم رہتی ہوں اس لئے میرے ملنے والے گھر کا رخ شاذونادر ہی کرتے ہیں۔“

”خیر.... مجھے جو کچھ بھی کہنا ہے! یہیں کہہ دوں گا۔“

”کچھ کہو بھی تو، مجھے خواہ مخواہ الجھن میں نہ ڈالو۔“ عشرت پھر جھنجھلا گئی۔

”آپ سے ایک زبردست غلطی ہوئی تھی، لیکن میں نے فوراً ہی اس کی اصلاح کر دی تھی، مجھ سے بھی وہی غلطی ہوئی تھی۔“

”میں نہیں سمجھی۔“

”آپ نے دروازہ کھولا تھا لیکن لاش پر نظر پڑتے ہی آپ نے اندر جانے کا ارادہ ترک کر دیا تھا.... اور پھر بڑی بدحواسی کے عالم میں وہاں سے بھاگی تھیں! اگر میں وہاں موجود نہ ہوتا تو آپ

جانتی ہیں کیا ہوتا....!"

"کیا ہوتا!"

"پولیس دروازے کے ہینڈل پر آپ کی انگلیوں کے نشانات ضرور پا جاتی۔"

"اوہ.... تو تم نے کیا کیا!"

"میں نے آپ کے جاتے ہی ہینڈل کو رومال سے صاف کر دیا تھا۔"

"اوہ.... مم.... مگر کیوں....!"

"مجھے علم ہے کہ آپ فخری کی ہمدرد تھیں۔ آپ نے اکثر اس کی مدد کی ہے.... وہ آپ کا احسان مند تھا۔"

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں تھی۔"

"عالی ظرف لوگ کبھی احسان نہیں جتاتے بلکہ زبان پر بھی نہیں لاتے۔ میں دراصل یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ آپ نے اس وقت فون کر کے بھی غلطی کی ہے آخر ضرورت ہی کیا تھی! اگر فون کیا ہی تھا تو اپنا نام اور پتہ بھی بتا دیا ہوتا.... میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ کوتوالی کے فون سے ٹیپ ریکارڈر بھی اٹیچ ہے آپ کی آواز اس وقت یقینی طور پر ریکارڈ ہو گئی ہو گی۔"

"نہیں....!" عشرت کی آواز کانپ رہی تھی۔

"ہاں! محترمہ میں غلط نہیں کہہ رہا۔ آپ کسی سے بھی معلوم کر سکتی ہیں۔"

"پھر.... کیا ہو گا....!" عشرت نے غیر ارادی طور پر کہا۔

"کچھ بھی نہیں۔ اس کے لئے آپ کو متفکر نہ ہونا چاہئے۔ میں انتہائی کوشش کروں گا کہ پولیس کسی سلسلے میں بھی کوئی آپ کا نام نہ لے سکے۔ مگر آپ بھی محتاط رہئے۔ ایسی کوئی غیر ذمہ دارانہ حرکت نہ ہو۔ جیسی اس وقت آپ سے سرزد ہو چکی ہے۔"

"تم کیا یہ سمجھتے ہو کہ میں نے اُسے قتل کیا تھا۔"

"ارے.... چچ.... چچ.... یہ آپ کیا فرما رہی ہیں.... میرے وہم میں بھی یہ بات نہیں آسکتی....! مگر محترمہ یہ بھی کیا کم ہے کہ آپ نے پولیس کو اس کی اطلاع ہونے سے پہلے ہی لاش دیکھی تھی۔ خدا نہ کرے کہ کبھی کسی کو پولیس کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے.... میں نے نہ جانے کتنے بے گناہ آدمیوں کو پھانسی کے تختے پر دیکھا ہے! پولیس والوں کو اگر اصل مجرم نہیں ملتا

تو وہ اپنی کارکردگی کا ریکارڈ بے گناہوں کے خون سے مرتب کرتے ہیں! اچھا بس اب آپ جائیے! لیکن خدارا اس کا تذکرہ اپنے باپ سے بھی نہ کیجئے گا کہ نادر منزل میں آپ نے فخری کی لاش دیکھی تھی۔"

عشرت حیرت سے منہ کھولے اُسے دیکھتی رہی اور وہ سڑک پار کر کے ایک گلی میں داخل ہو گیا۔

❁

فریدی کھڑکی کے قریب رک گیا۔ اُس کی نظریں عقبی پارک کے ہرے بھرے درختوں میں بھٹک رہی تھیں۔ پھر کچھ دیر بعد وہ نیلم کی طرف مڑا، جو قریب ہی ایک کرسی کے ہتھے سے ٹکی ہوئی تھی، اُسے اور حمید کو فریدی ہی نے تجربہ گاہ میں طلب کیا تھا.... نیلم اس کی غرض و غائت معلوم کرنے کے لئے بے چین تھی اور حمید بور ہو رہا تھا۔ اس کا بس چلتا تو کسی کھڑکی سے عقبی پارک میں چھلانگ ہی لگا دیتا۔

"نیلم....! ایک معمہ ہے۔" فریدی نے کہا۔

"صحیح حل کس تاریخ کو شائع ہو گا؟" حمید بول پڑا.... لیکن فریدی اُسکی طرف دھیان دیئے بغیر بولا۔ "میں دراصل یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ اب تک تم میں کتنی سوجھ بوجھ پیدا ہوئی ہے۔"

"کوئی کلیو ہے انکل....!" نیلم نے پوچھا۔

"ہاں.... فخری کے قتل سے متعلق۔"

"آہا.... کیا اس سلسلے میں کوئی کلیو بھی تھا۔" حمید نے چونک کر پوچھا۔

"یقیناً تھا.... لیکن تم اپنی آنکھیں کھلی کب رکھتے ہو۔"

"ہو سکتا ہے رہا ہو۔" حمید نے لاپروائی سے کہا۔

فریدی پھر نیلم کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"اس کی لاش کے قریب ہی خنجر پڑا ہوا تھا۔ وہ اُسی خنجر سے قتل کیا گیا تھا.... پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق زخم اتنا گہرا تھا کہ اس کے لئے قاتل نے خنجر کو دستے تک پیوست کیا ہو گا.... خنجر کا پھل آٹھ انچ لمبا تھا۔ بس زخم کی گہرائی بھی اتنی ہی سمجھ لو.... لیکن سوال یہ ہے کہ آخر اس حماقت سے قاتل کا کیا مقصد تھا کہ وہ خنجر مقتول کے سینے سے کھینچ کر وہیں ڈال دیا

جائے.... میں کہتا ہوں اس کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ایسے مواقع پر اگر خنجر نکالا بھی جاتا ہے تو اس مقصد سے کہ قاتل اسے لاش کے ساتھ نہیں چھوڑنا چاہتا۔"

"اگر وہ ایسا کرنا بھی چاہے تو آپ اس کا کیا بگاڑ لیں گے؟" حمید بول پڑا۔

فریدی بدستور نیلم کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "تمہیں تو صرف اس لئے بلوایا تھا میں نے کہ تم نیلم کا جواب سن سکو، جو تم سے زیادہ ذہین ہے!"

"انکل کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ خود مقتول ہی نے مرنے سے پہلے اپنے سینے سے وہ خنجر کھینچ لیا ہو۔!" نیلم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"گڈ....!" فریدی مسکرایا۔ "مجھے تم سے اسی جواب کی توقع تھی! یہ قرین قیاس ہے۔ لیکن خنجر کے دستے پر مقتول کی انگلیوں کے نشانات نہیں ملے۔!"

"نشانات تو ہیں.... لیکن مقتول کی انگلیوں کے نہیں۔"

"تب تو پھر قاتل ہی....!"

"لیکن پھر وہی سوال آپڑتا ہے کہ اس کی ضرورت ہی کیا تھی۔"

کچھ دیر کے لئے وہ خاموش ہو گئے۔

حمید پائپ کا دھواں منتشر کرتا رہا۔ ویسے وہ اس وقت صرف شام کی تفریحات کے متعلق سوچ رہا تھا اور اس فکر میں تھا کہ خود فریدی ہی کان پکڑ کر اُسے تجربہ گاہ سے باہر نکال دے۔

"میں نہیں سمجھ سکتی انکل۔" نیلم نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "حقیقتاً یہ خبر بہت اہم ہے، خنجر لاش کے سینے سے اسی صورت میں نکالا جاسکتا ہے جب قاتل اُسے ساتھ لے جانے کا خیال رکھتا ہو! ورنہ اس طرح خنجر نکال کر وہیں ڈال دینا سمجھ میں نہیں آتا۔"

"ارے تو ضرورت ہی کیا ہے کہ سمجھ میں آئے۔ سمجھنے سمجھانے کے لئے یہی کیا کم ہے کہ تمہاری ناک چہرے کی بجائے کھوپڑی پر کیوں نہیں چپکائی گئی۔" حمید نے کہا۔

"کیا سرے سے نشانات تھے ہی نہیں۔"

"یہ باتیں تمہاری سمجھ سے بہت اونچی ہیں بابا....!" نیلم نے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ "تم خواہ مخواہ اپنا ذہن نہ الجھاؤ۔ جاؤ یہاں سے تمہارے بکرے کو بھی کسی اچھے ساتھی کی تلاش ہوگی۔"

"میں تمہارے دونوں کان اکھاڑ دوں گا اگر اب تم نے مجھے بابا کہہ کر مخاطب کیا۔"

"وقت نہ برباد کرو۔" فریدی نے نیلم سے کہا۔

"مجھے کیوں بلایا تھا آپ نے۔" حمید نے نتھنے پھلا کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس لئے بلایا تھا کہ تم ہماری گفتگو سے فائدہ اٹھا سکو۔" فریدی نے کہا۔ شاید وہ بھی حمید کو شرمندہ کرنے پر تل گیا تھا۔

"آپ اس مینڈکی کو مجھ پر ترجیح دیتے ہیں۔" حمید کھڑا ہو کر غرایا۔

"تم سے زیادہ ذہین ہے۔"

"میں آپ دونوں کی گفتگو سے فائدہ اٹھانے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتا۔" حمید نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"تب پھر تمہاری موجودگی بھی غیر ضروری ہے۔" فریدی نے لاپروائی سے جواب دیا۔

"شکریہ....!" حمید نے کہا اور پیر پٹختا ہوا باہر نکل آیا.... لیکن اب اُس کے چہرے پر ایسی بشاشت نظر آ رہی تھی جیسے کسی کٹہرے سے نکل کر بھاگا ہو۔

نیلم کی اس ذہانت پر اُسے بھی بے حد فخر تھا، جو اُسے اکثر خشک اور اکتا دینے والی بحثوں سے بچا لیا کرتی تھی۔ فریدی پر تو وہ یہی ظاہر کرتا تھا کہ نیلم کو اس پر ترجیح دیا جانا اُسے قطعی پسند نہیں ہے لیکن وہ دل ہی دل میں اپنی اس حکمت عملی پر بے حد خوش ہوتا۔ کیونکہ اپنی دانست میں وہ اس طرح فریدی جیسے زیرک آدمی کو جل دیا کرتا تھا۔

اب وہ آزاد تھا بالکنی میں کھڑے ہو کر اس نے دو تین گہری سانسیں لیں اور پھر نیچے آنے کے لئے زینے طے کرنے لگا.... وہ فریدی اور اس کی بحثوں سے چھٹکارا تو پا گیا تھا لیکن خود اس کا ذہن بھی فخری والے معاملے میں الجھا ہوا تھا۔

نیچے آ کر اس نے لباس تبدیل کیا.... وہ دراصل فخری کے حلقہ احباب میں تھوڑی پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس کے پڑوسیوں نے کسی ایسی یوریشین لڑکی کا تذکرہ کیا تھا جو اکثر اس کے فلیٹ میں آتی رہتی تھی۔ اس ایک لڑکی کے علاوہ انہوں نے کسی دوسری عورت کا تذکرہ نہیں کیا تھا.... لیکن حمید کی معلومات کے مطابق فخری اپنے گرد لڑکیوں کی بھیڑ دیکھنے کا شائق نہیں تھا۔

ہائی سرکل نائٹ کلب میں اس کے کئی دوستوں سے ملنے کی توقع تھی۔ اس لئے اس نے وہیں جانا مناسب سمجھا۔

گیراج سے اپنی وین نکال کر وہ ہائی سرکل کے لئے روانہ ہو گیا۔ موسم آج بھی خوشگوار ہی تھا اور آسمان میں بادل بھی منڈلا رہے تھے۔ لیکن بارش کے آثار آج بھی نہیں تھے۔

ہائی سرکل پہنچ کر اُس نے براہِ راست فخری کے دوستوں سے پوچھ گچھ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کے لئے ہائی سرکل کا منیجر ہی کافی ہو گا۔ کیونکہ وہ تو ایسے آدمیوں پر خاص طور سے نظر رکھتا تھا، جن میں لڑکیاں دلچسپی لیتی تھیں.... منیجر اُسے اپنے کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر بوکھلا گیا۔ حمید سے اس کی روح فنا ہوتی تھی اور اس کی شکل دیکھتے ہی اُسے اپنے اگلے پچھلے سارے گناہ یاد آجاتے تھے.... لیکن وہ اس کا استقبال تو ہمیشہ ہی لہک کر کرتا تھا۔

"آہا.... کپتان صاحب! آیئے.... آیئے جناب!" وہ کھڑا ہو کر قدرے جھکتا ہوا بولا۔ "آپ کی بے مروتی تو ضرب المثل بن سکتی ہے۔ اللہ اللہ ایک ہی شہر میں رہنا سہنا ہو اور اتنے اتنے دنوں بعد درشن ہوں.... ظلم ہے جناب سراسر ظلم....!"

"بیٹھ جاؤ....!" حمید نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یعنی کہ....!" وہ مشینی طور پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "یعنی کہ.... آپ خفا ہو کر آئے ہیں۔"

"نہیں میں تمہیں دو چار رزمیہ اشعار سناؤں گا۔" حمید غرایا۔

"اوہ.... ہی ہی ہی۔" وہ شانے سکوڑ کر ہنسا۔ "آپ تو ڈرا دیتے ہیں جناب.... کیا موقع کا شعر یاد آیا ہے۔"

"نہیں....!" حمید ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں سناؤں گا.... سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔"

"آپ کی مرضی....!" منیجر صاحب کا منہ لٹک گیا۔

"فخری کے قتل کی خبر تم نے سنی ہی ہو گی۔"

"اوہ.... جی ہاں....!" منیجر کی آواز یک بیک دھیمی پڑ گئی اور وہ غم ناک لہجے میں بولا۔ "جوان مرگ اسی کو کہتے ہیں.... اُف فوہ۔ کیا شاندار آدمی تھا.... کتنا شاندار.... بقول مرزا غالب....!"

"نہیں شعر نہیں۔" حمید ہاتھ ہلا کر بولا۔ "غالب کیا....اس وقت میر و سودا کو بھی زبان کھولنے کی اجازت نہیں دوں گا۔"

"اوہ.... تو کیا آپ اس قتل کے سلسلے میں مجھ سے کسی قسم کی پوچھ گچھ کریں گے؟"

"یقیناً.... کیونکہ پچھلے ہی ہفتے تم اس سے کسی یوریشین لڑکی کے لئے لڑ گئے تھے۔"

"ارے.... جھوٹ.... بالکل جھوٹ.... یہ آپ کیا فرما رہے ہیں جناب....!" منیجر اپنے سینے پر دو ہتھڑ مارتا ہوا بولا۔ "خدا سے ڈریئے.... جناب! کیوں.... اتہام...."

"کچھ یوریشین لڑکی ہی پر منحصر نہیں ہر لڑکی کے معاملے میں خدا سے ڈرنا چاہئے.... مگر تم اس لڑکی کیلئے فخری سے لڑ گئے تھے۔"

"دیکھئے اسے آپ ثابت نہیں کر سکیں گے! اِدھر سب جانتے ہیں کہ فخری یہاں لڑکیوں کے لئے نہیں بلکہ صرف اس شراب کے لئے آتا تھا جو ہائی سرکل کے علاوہ اور کہیں نہیں ملتی۔"

دفعتاً ایک وجیہہ اور اچھا جسم رکھنے والا آدمی کمرے میں داخل ہوا اور منیجر نے اس طرح اپنے ہونٹ سختی سے بند کر لئے جیسے اس کی موجودگی میں زبان ہلانے سے بھی ڈرتا ہو۔

حمید نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ اور پھر منیجر کی طرف متوجہ ہو گیا۔ لیکن اب منیجر بالکل خاموش تھا۔

غرارہ سوٹ

نیلم سیاہ پتلون اور سفید شارک اسکن کی جیکٹ میں تھی.... روانگی سے پہلے وہ ایک بار پھر فریدی کے پاس گئی، جو تجربہ گاہ سے اپنے کمرے میں آ گیا تھا۔

"اوہ.... تم ابھی یہیں ہو۔"

"جی بس جا رہی ہوں۔" نیلم نے کہا۔ "ویسے میں ایک بات سوچ رہی ہوں کہ فخری کا قتل اس کے فلیٹ میں ہوا تھا۔ یقیناً یہ کسی سوچی سمجھی اسکیم کے تحت ہوا ہو گا۔ لہٰذا خنجر پر انگلیوں کے نشانات کا پایا جانا بھی الجھن کا باعث بن سکتا ہے.... کیونکہ آج کل ایک بڑا سے بڑا اجرائم پیشہ بھی اچھی طرح جانتا ہے کہ انگلیوں کے نشانات پھانسی کے تختے تک پہنچانے کے لئے خط تقدیر کا درجہ رکھتے ہیں اور پھر سوچی سمجھی اسکیموں کے تحت کئے جانے والے قتل تو بڑی احتیاط سے کئے جاتے ہیں! پھر کیوں نہ میں یقین کے ساتھ کہہ دوں کہ خنجر پر پائے جانے والے نشانات قاتل کی انگلیوں کے نہیں ہو سکتے۔!"

"تم بہت اچھی جارہی ہو۔" فریدی مسکرایا۔"لیکن یہ نکتہ حمید کے ذہن میں بھی ہوگا۔ میں دراصل اسے کام پر اکسانے کیلئے تاؤدلا تارہتا ہوں۔ میرا دعویٰ ہے کہ اس نے کام شروع کردیا ہوگا۔"

"تو میں انہیں ناکارہ یا بیوقوف کب سمجھتی ہوں انکل، آپ یہ کبھی نہ سوچئے گا کہ میں خود کو اُن سے زیادہ ذہین سمجھتی ہوں.... میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ وہ آپ ہی کی طرح سنجیدہ ہوجائیں۔"

"تمہاری یہ خواہش مناسب نہیں ہے اگر حمید سنجیدہ ہوگیا تو اس کی ذہانت کسی ویرانے کی دلدل بن جائے گی۔ وہ ایک قدم بھی نہ چل سکے گا۔"

"پھر آپ انہیں غیر سنجیدگی پر سرزنش کیوں کرتے رہتے ہیں۔"

"اوہ ختم کرو....!" فریدی ہاتھ اٹھا کر بولا۔"میں یہ کہہ رہا تھا کہ وہ جہاں بھی ہوگا بیکار نہ ہوگا.... ٹھہرو! میرا خیال ہے کہ وہ سیدھا ہائی سرکل نائٹ کلب پہنچا ہوگا.... کیونکہ فخری وہاں زیادہ بیٹھتا تھا۔"

"اور وہیں مجھے بھی جانا ہے.... مگر کہیں ہم میں جھگڑا نہ ہوجائے۔"

"نہیں! گھر سے باہر یہ ناممکن ہے۔" فریدی مسکرایا۔

"انکل سب سے زیادہ الجھن کا باعث وہ اشتہار ہوا ہے، جو فخری نے شائع کرایا تھا! کیا وہ محض مذاق تھا یا اس میں حقیقت بھی تھی!"

"حقیقت یا مذاق کی فکر میں نہ پڑو.... تمہیں صرف اس سے دلچسپی ہونی چاہئے کہ وہ کس کے لئے شائع کرایا گیا تھا۔"

"اس سلسلے میں آبزرور کے چیف ایڈیٹر نے اپنا ذاتی خیال بھی نہیں ظاہر کیا!" نیلم نے پوچھا۔

"نہیں وہ یہ بتانے سے قاصر ہے کہ اس اشتہار کا مقصد کیا تھا یا فخری نے اُس اشتہار میں کسے مخاطب کیا تھا! یہ بات بھی نوٹ کرو کہ اگر حقیقتاً اُسے خدشہ تھا کہ وہ یکم اپریل کو قتل کردیا جائے گا تو وہ اس دن شراب کو ہاتھ بھی نہ لگاتا.... لیکن پوسٹ مارٹم کی رپورٹ اس کے معدے میں شراب کی کافی مقدار ظاہر کرتی ہے۔"

"تب پھر وہ اشتہار یکم اپریل کا مذاق ہی رہا ہوگا۔"

"اس کے بارے میں بھی وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا.... کیونکہ اشتہار میں نہ تو مخاطب کا

نام تھااور نہ خطاب کرنے والے کانام!اگر آبزرور کاایڈیٹر فخری کانام نہ لیتاتو ہمیں یہ بھی نہ معلوم ہو سکتا۔"

"اوہ.... تم یہ سب مجھ پر چھوڑ دو۔ فی الحال اُس یوریشین لڑکی کا پتہ لگانے کی کوشش کرو۔"

"میں جارہی ہوں!" نیلم نے کہا۔ "مگر آپ کے بیان کے مطابق بابا بھی وہیں ہوں گے۔"

"بھئی.... میراخیال تھا۔ ہو سکتا ہے وہ کہیں اور ہو!.... ٹھہرو.... فون پر ہائی سرکل کے منیجر سے معلوم کرلو....!"

نیلم نے ہائی سرکل کے نمبر ڈائیل کر کے حمید کے متعلق استفسار کیااور پھر ریسیور رکھ کر فریدی سے بولی۔ "وہ منیجر کے کمرے ہی میں موجود ہیں۔"

فریدی کچھ سوچنے لگا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اُس نے کہا۔ "تم وہیں جاؤ! لیکن منیجر کے کمرے میں مت جانا۔ فخری کے کئی دوست بھی ہائی سرکل کے مستقل ممبر ہیں۔ تم کسی ویٹر ہی سے اُن کے متعلق معلومات بہم پہنچاسکو گی۔ کیونکہ فخری وہاں کافی مشہور تھا۔"

نیلم ہائی سرکل نائٹ کلب کی طرف روانہ ہو گئی۔

فخری کا کیس پیچیدہ تھا.... اور نیلم کی دانست میں پیچیدگی اُس اشتہار نے پیدا کی تھی! آخر اس نے کسے مخاطب کیا تھا۔

وہ سوچتی رہی۔ لیکن آج وہ خود ہی ڈرائیو کر رہی تھی.... ! فریدی نے اس سے کہہ تو دیا تھا کہ وہ ہائی سرکل کے منیجر سے ملنے کی بجائے ہال میں فخری کے دوستوں سے ملے.... مگر برآمدے میں پہنچ کر منیجر کے کمرے کے سامنے سے گذرتے وقت اُس نے ارادہ تبدیل کر دیا!

کیونکہ اس نے حمید کی آواز سن لی تھی۔ اور وہ اپنے ہی الفاظ میں غالباً اُس وقت چہک رہا تھا۔

نیلم نے بڑی بے تکلفی سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔ منیجر اور حمید کے علاوہ وہاں اور کوئی نہیں تھا۔ نیلم کی آہٹ پر حمید مڑا اور منیجر بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"فرمایئے.... میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔" اس نے اس انداز میں کہا جیسے وہ آواز کسی گراموفون ریکارڈ سے نکلی ہو۔

"اوہ....!" حمید اس کے شانے پر زور ڈال کر اُسے دوبارہ بٹھاتا ہوا بولا۔ "میری بات کا

جواب دے دو۔ اس سے پہلے تم کسی کی کوئی خدمت نہیں کر سکتے۔"

"آپ حد سے بڑھ رہے ہیں جناب۔" اس نے جھلاہٹ میں حمید کا ہاتھ اپنے شانے سے جھٹک دیا۔ اس کی وجہ غالباً نیلم کی موجودگی تھی۔

"فی الحال آپ انہیں کی خدمت کیجئے....!" نیلم نے مسکرا کر کہا۔ لیکن حمید نے اس کی طرف توجہ تک نہ دی۔

منیجر کو بہت شدت سے غصہ آگیا تھا اور وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا۔

"اوم .... میں.... ابھی.... آپ کے.... آئی جی سے شکائت کروں گا.... ابھی اسی وقت....!" اس نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"مگر شکایت سے پہلے انہیں موقع کا کوئی شعر سنانا مت بھولنا....!" حمید نے تمسخر آمیز لہجے میں کہا۔

اس کے رویئے پر منیجر کا ہاتھ جہاں تھا وہیں رک گیا۔ پھر اُس نے وہی ہاتھ میز پر رسید کرتے ہوئے اچھل کر کہا۔ "آخر دوسروں کی بے عزتی کرنے میں آپ کو کیا لطف آتا ہے۔"

"میں انہیں بھی مایوس کرنے کا عادی نہیں ہوں جو اپنی بے عزتی ہی کرانا پسند کرتے ہیں۔"

"کوئی بات بھی ہو! آخر آپ کیوں میری جان کو آگئے ہیں۔" وہ اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔

"تم مجھے اس یوریشین لڑکی کے متعلق کچھ بتانے جارہے تھے۔"

"میں کسی ایسی یوریشین لڑکی کو نہیں جانتا جس کے سلسلے میں آپ مجھ پر فخری سے جھگڑے کا اتہام رکھ رہے ہیں۔"

"تم اُس کے متعلق کچھ بتانے جارہے تھے! مگر اُس آدمی کو دیکھ کر خاموش ہو گئے تھے جس نے تم سے کسی مسٹر ہارپر کے متعلق پوچھا۔"

"نہیں جناب میں جانتا ہی نہیں! آپ کو کس طرح یقین دلاؤں....!"

"اچھا وہ آدمی کون تھا۔"

"میں اُسے بھی نہیں جانتا! میرے لئے ایک نیا چہرہ تھا۔"

"تم بکواس کرتے ہو! میرا دعویٰ ہے کہ اسی کو دیکھ کر تم نے زبان بند کرلی تھی۔"

"آپ مجھے زندہ رہنے دیں گے یا نہیں....!" وہ پھر جھلا گیا۔

"ہرگز نہیں.... اگر تم نے اس آدمی کے متعلق نہ بتایا۔"

"اچھی بات ہے، آپ مجھے پھانسی پر چڑھا دیجئے۔ میں تو اس آدمی کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا۔"

"خیر....!" حمید نے لاپروائی سے اپنے شانوں کو جنبش دی! اور پھر اُس نے نیلم کو باہر چلنے کا اشارہ کیا۔

برآمدے میں آکر نیلم نے پوچھا۔ "کیا قصہ ہے بابا!"

"اوہ.... بابا کی بچی.... اگر تم نے اب مجھے بابا کہا تو تمہیں علی الاعلان خالا کہنا شروع کردوں گا۔"

"میں قطعی بُرا نہیں مانوں گی.... لیکن وہ کس آدمی کو دیکھ کر خاموش ہو گیا تھا۔"

"اگر میں یہی جانتا ہوتا تو اُس سے پوچھتا کیوں....! مگر نہیں تم اِس قسم کے سوالات ضرور کروگی کیونکہ کرنل ہارڈاسٹون کے بیان کے مطابق تم بہت ذہین ہو۔"

"تم سے زیادہ ذہین نہیں ہوں بابا....!"

"اونہہ.... ختم کرو! مگر تم میرے پیچھے کیوں لگ گئی ہو۔"

"غلط فہمی میں پڑنے سے فائدہ....!" نیلم مسکرائی۔ "ایسی فضول باتیں نہ سوچا کرو بابا! بھلا میں تمہارے پیچھے کیوں لگنے لگی میں تو بالکل الگ رہ کر کچھ کرنا چاہتی ہوں۔"

"صبر کے علاوہ اور کچھ نہ کرسکو گی۔" حمید ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"لیکن میں کیوں نہ تمہیں آگاہ کردوں کہ میرا تعاقب کرکے خسارے ہی میں رہوگی۔"

"خواہ مخواہ.... تمہیں فرنجک ہو رہی ہے۔ مجھے کیا پڑی ہے کہ تمہارے پیچھے لگوں گی.... اپنا کام کرو۔"

اچانک نیلم نے اسے ایک جانب جھپٹتے دیکھا۔ پھر وہ برآمدے سے کپاؤنڈ میں اتر گیا۔ شاید وہ ایک آدمی کے پیچھے جھپٹا تھا۔

وہ دونوں ہی اُسی سمت چلے گئے، جہاں کاریں پارک کی جاتی تھیں۔ نیلم جہاں تھی وہیں کھڑی رہی اب اس نے سوچا کہ حمید کا تعاقب فضول ہی ہوگا۔ اُسے تو چاہئے کہ وہ منیجر سے کچھ اگلوانے کی کوشش کرے۔ کچھ دیر پہلے اس نے منیجر کے رویئے پر یہی محسوس کیا تھا کہ وہ حقیقتاً

کچھ جانتا ہے! مگر پھر وہ آدمی کون تھا جس کی آمد نے اس کی زبان ہی روک دی تھی۔ وہ منیجر کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

✿

عشرت نے کھڑکی سے باہر سر نکال کر دیکھا۔ عقبی پارک پر تاریکی مسلط تھی۔ بجلی کے پنکھے کی گھن گھن اسے گراں گزر رہی تھی اس لئے اُس نے عقبی پارک کی جانب والی کھڑکی کھول کر پنکھا بند کر دیا تھا۔ یہ عشرت کی خواب گاہ کی کھڑکی تھی اور خواب گاہ بالائی منزل پر تھی۔ اس کھڑکی میں سلاخیں نہیں تھیں....

ہوا کے ہلکے مگر خوشگوار جھونکے کمرے سے گذرنے لگے....! عشرت بہت پریشان تھی.... یہ کوئی معمولی الجھن نہیں تھی اور پھر اُس نامعلوم آدمی نے تو ان الجھنوں میں مزید اضافہ کر دیا تھا.... پتہ نہیں وہ اُس کا ہمدرد تھا یا دشمن۔ اس نے سوچا تھا کہ پولیس کو اس کی اطلاع دے کر وہ اشتہار فخری نے اسی کے لئے شائع کرایا تھا اور اس نے نہ صرف فخری کی لاش دیکھی تھی بلکہ اُس کی لاش سے لپٹی ہوئی ایک عورت بھی اُسے نظر آئی تھی....!اور وہ یہ بھی بتانا چاہتی تھی کہ اسی نے کوتوالی فون کر کے فخری کے قتل کی اطلاع دی تھی.... لیکن پھر پولیس.... اُسے پریشان کر کے رکھ دے گی اُسے اس کا بھی علم تھا کہ پولیس سب سے پہلے اُسی آدمی پر شبہ کرتی ہے، جو کسی قتل کی اطلاع دے! پھر کیا وہ ڈیڈی سے اس کا تذکرہ کرے۔

فخری کے قتل کو آج دو دن ہو چکے تھے لیکن اس نے ابھی تک تیمور کو کچھ نہیں بتایا تھا.... تیمور نے بھی اس سلسلے میں کچھ نہیں کہا تھا! عشرت کے خیال کے مطابق اُسے شاید اس قتل کا علم ہی نہ ہو سکا۔ کیونکہ فخری کے قتل کے سلسلے میں اخبارات نے سنسنی خیز قسم کی سرخیاں نہیں جمائی تھیں اور نہ خبر میں اس اشتہار ہی کا تذکرہ تھا جو آبزرور میں فخری کی طرف سے یکم اپریل کو شائع کرایا گیا تھا۔

عشرت اپنے باپ کے طنزیہ طرز کلام سے بہت گھبراتی تھی۔ اُس نے سوچا کہ اگر اُس نے اس سے اس کا تذکرہ کر دیا تو وہ اپنی جلی کٹی باتوں سے اس کا سینہ چھلنی کر دے گا! وہ ایک لاپرواہ باپ تھا اسے اس کی فکر نہیں ہوتی تھی کہ وہ کیا کرتی ہے کہاں رہتی ہے۔ کتنا صرف کرتی ہے۔ گھر سے باہر کتنا وقت گذارتی ہے۔ وہ اُسے کسی بات پر شاذ و نادر ہی ٹوکتا تھا۔ البتہ اُس وقت اُسے

جلی کٹی باتیں ضرور سننی پڑتی تھیں جب وہ اُس کے سامنے کسی معاملے میں اپنی کسی دشواری کا تذکرہ چھیڑ دیتی تھی۔

اُس کا یہ رویہ صرف عشرت ہی کے لئے نہیں تھا بلکہ ہر ایک کی دشواریوں کی داستان پر وہ جلے کٹے ریمارکس پاس کرنے کا عادی تھا۔

ویسے عام حالات میں وہ ایک خوش مزاج آدمی ہی ثابت ہوتا تھا.... مگر وہ اپنے چہرے کی بناوٹ کو کیا کرتا، جو پہلی ہی نظر میں دوسروں پر اپنا رعب طاری کر دیتی تھی۔

صرف وہی لوگ اُس سے پوری طرح گفتگو کر لینے میں کامیاب ہوتے تھے جن کا روز کا ساتھ تھا.... ورنہ اجنبی تو اُس کے چہرے کی طرف نظر اٹھاتے ہوئے بھی ہچکچاتے تھے۔

عشرت سوچتی رہی اور الجھنوں میں اضافہ ہوتا رہا.... اُسے اِس پر سب سے زیادہ حیرت تھی کہ فخری کے قتل کے سلسلے میں اس اشتہار کا تذکرہ کیوں نہیں آیا.... اُس نے اس کے متعلق آبزرور کے ایڈیٹر کو تو کچھ نہ کچھ ضرور ہی بتایا ہوگا.... پھر اس قتل کے سلسلے میں اس اشتہار کا حوالہ کسی اخبار نے کیوں نہیں دیا.... یہ چیز اس کے لئے بڑی سنسنی خیز ثابت ہوئی.... تو پھر کیا؟ پولیس کسی قسم کا جال بچھانے کی فکر میں تھی۔

عشرت کھڑکی سے ہٹ کر مسہری پر آگری۔ اُس نے ابھی تک شب خوابی کا لباس نہیں پہنا تھا! ویسے وہ ذہنی طور پر اتنی تھک گئی تھی کہ سو جانا چاہتی تھی.... مگر کیا وہ الجھنیں اُسے سونے دیں گی؟ پھر وہ کیا کرے.... کیا وہ خواب آور ٹکیاں منگوائے، جو اکثر ڈیڈی کے استعمال میں رہتی ہیں.... اُس نے سوچا آج یہی کرنا چاہئے۔"

ملازمہ کو طلب کرنے کے لئے گھنٹی کے بٹن کی طرف ہاتھ بڑھا ہی تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"آجاؤ....!" عشرت نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

ملازمہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں چاندی کی ایک چھوٹی سی کشتی تھی، جس میں کسی کا وزیٹنگ کارڈ پڑا ہوا تھا۔

عشرت نے کارڈ اٹھایا اُس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں اور وہ آہستہ سے بڑبڑائی۔ "ڈاکٹر واصف یہ کون ہے؟" پھر اس نے ملازمہ سے پوچھا۔ "یہ کیا چاہتا ہے۔"

"آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"کیوں....؟" اس نے جھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"یہ....انہوں نے نہیں بتایا....!"

"اچھا بٹھاؤ....!" اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

ملازمہ چلی گئی۔ وہ ذہن پر زور ڈالتی رہی لیکن اپنے ملاقاتیوں میں کسی ڈاکٹر واصف کا وجود اُسے یاد نہ آیا.... پھر وہ اٹھی، آئینے کے سامنے پریشان بال درست کئے! چہرے پر ہلکا ساپف کیا اور لپ اسٹک سے ہونٹوں کی سرخی ہموار کرنے لگی۔

کچھ دیر بعد وہ اسٹڈی میں داخل ہو رہی تھی.... وہاں ایک ایسے آدمی نے اسے شام کا سلام کیا جو اس کے لئے بالکل اجنبی تھا.... اُس کی ڈاڑھی بھوری تھی اور آنکھوں پر تاریک شیشوں کی عینک تھی! جسم پر بہترین تراش کا ایوننگ سوٹ موجود تھا۔

"میں شائد آپ کے لئے اجنبی ہوں محترمہ....!" اس نے مسکرا کر کہا۔

"تشریف رکھئے....جی ہاں! میرا خیال بھی یہی ہے....!" عشرت نے خوش اخلاقی سے کہا اور مسکراتی ہوئی خود بھی بیٹھ گئی۔

"لیکن میں آپ کے لئے اجنبی نہیں ہوں۔" وہ بدستور مسکراتا رہا۔

"میں نہیں سمجھی۔"

"اپنے اس خادم کو یاد کیجئے جو آپ کو ٹیلی فون بوتھ کے قریب ملا تھا۔"

"اوہ....!" عشرت یک بیک چونک پڑی.... پھر آہستہ سے بولی۔ "مگر آپ۔"

"ہاں....!" وہ ہلکی سی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "میں کسی زمانے میں اسٹیج کا ایکٹر بھی رہ چکا ہوں اس لئے میک اپ میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔"

"مگر کیوں؟ آپ آخر اس طرح میرے پاس کیوں آئے ہیں۔"

"میں کسی ایسی لڑکی سے اپنی اصل شکل میں تو نہیں مل سکتا جس کی تلاش پولیس کو ہو۔"

"اوہ....ذرا آہستہ بولئے....!" عشرت خوفزدہ نظروں سے چاروں طرف دیکھ کر بولی۔

"معاف کیجئے گا مجھے خیال نہیں رہا تھا۔" اُس نے آہستہ سے کہا۔ "اَب میں اس کا حوالہ نہیں دوں گا لیکن کیا آپ کسی ایسی جگہ نہیں چل سکتیں جہاں ہماری گفتگو کے سن لئے جانے کا امکان نہ ہو۔"

"مگر کیوں....؟"

وہ چند لمحے خاموش رہ کر ناخوشگوار لہجے میں بولا۔"شاید آپ یہ سمجھتی ہیں کہ میں کبھی آپ سے کسی قسم کا کوئی معاوضہ طلب کروں گا!اوہ آپ کا قصور نہیں ہے۔ یہ دنیا آج کل اسی ڈگر پر چل نکلی ہے۔ اگر آپ خواہ مخواہ کسی سے ہمدردی کریں تو وہ سب سے پہلے یہی سوچے گا کہ آخر اس سے اس کی کون سی غرض وابستہ ہو سکتی ہے....!"

"اوہ....دیکھئے! غلط نہ سمجھئے!" عشرت جلدی سے بولی۔

"مجھے کہنے دیجئے محترمہ! میں دراصل اسی قابل ہوں کہ لوگ میرے متعلق بُرے خیالات رکھیں۔ آخر میں اس خبط میں کیوں مبتلا ہوں کہ دوسروں کے کام آؤں۔"

"دیکھئے آپ غلط سمجھے ہیں! میں بڑی الجھنوں میں مبتلا ہوں! آپ خود سوچئے.... آج دو دن ہو چکے ہیں۔ میں نے اس کی لاش دیکھی تھی۔ میرا فرض تھا کہ میں پولیس کو باقاعدہ طور پر اطلاع دیتی۔ اُسے اپنے متعلق کسی دھوکے میں نہ رکھتی۔ فون پر میں نے اطلاع تو دی تھی مگر اپنا نام نہیں بتایا تھا۔"

"یقیناً آپ الجھن میں ہوں گی.... لیکن کیا ہم یہاں آزادانہ طور پر گفتگو کر سکتے ہیں۔"

"نہیں.... چلئے....!" وہ اٹھ گئی۔

اُس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کر رہی ہے اور اُسے کیا نہ کرنا چاہئے۔ اس کے قدم آؤٹ ہاؤز کی طرف اٹھتے رہے، آنے والا اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

آؤٹ ہاؤز میں پہنچ کر بھی وہ کچھ دیر تک خاموش بیٹھے رہے۔ پھر اُس پُر اسرار آدمی نے کہا۔"آپ نے جو کچھ بھی کیا ہے اسی میں آپ کی بہتری ہے۔ اگر آپ نے پولیس کو اس کی اطلاع دے دی ہوتی اور اس کے علم میں یہ بات لائی ہوتیں کہ فخری آپ کا دوست تھا تو آپ کو اس وقت یہاں اتنے اطمینان سے بیٹھنا نصیب نہ ہو سکتا۔"

"کیوں....؟"

"اب پولیس نے چھان بین شروع کی ہے تو اُسے معلوم ہوا ہے کہ فخری ایک غیر ملکی جاسوس تھا.... اسی لئے تو اس کے قتل کے سلسلے میں بہتیری تفصیلات اخبار میں نہیں آئیں.... مثلاً اس یوریشین لڑکی کا تذکرہ جو اکثر اس کے فلیٹ میں آتی تھی.... اور وہ حیرت انگیز اشتہار۔"

”آپ جانتے ہیں.....!“ عشرت یک بیک چونک پڑی۔

”جی ہاں۔ فخری میرا بھی دوست تھا۔ لیکن اب میں اُسے زبان پر بھی نہیں لاسکتا۔ خیر ختم کیجئے۔ میں تو دراصل آپ کو یہ مشورہ دینے کے لئے آیا تھا کہ آپ اپنی ہیئت کچھ دنوں کے لئے بالکل تبدیل کر دیجئے۔“

”میں نہیں سمجھی۔“

”اسکرٹ کی بجائے غرارہ سوٹ استعمال کیجئے! بالوں کو سمیٹ کو جوڑے کی شکل میں لائیے! تاکہ فخری کے پڑوسی آپ کو آسانی سے پہچان نہ سکیں۔ پولیس انہیں کے ذریعہ آپ کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔“

عشرت کا چہرہ آن واحد میں اس طرح ستا ہوا نظر آنے لگا تھا جیسے وہ برسوں کی بیمار ہو۔

محبوبہ کا شوہر

دوسری صبح نیلم فریدی کو رپورٹ دے رہی تھی۔

”اس کے بعد میں نے بابا کا پیچھا چھوڑ دیا اور ہال میں آئی۔ لیکن وہاں مجھے فخری کا کوئی قریبی دوست نہ مل سکا ہو سکتا ہے اس کے احباب نے پوچھ گچھ کے ڈر سے باہر نکلنا چھوڑ دیا ہو۔“

”ہوں.... ممکن ہے۔“ فریدی سر ہلا کر بولا۔ وہ ناشتے کے بعد صبح کا اخبار دیکھ رہا تھا۔

”اب بتائیے.... میں کیا کروں؟“

”میں کیا بتاؤں! تم خود سوچو کہ اب تمہیں کیا کرنا چاہئے۔“

”دیکھئے میں کوشش کروں گی کہ اُس یوریشین لڑکی کا پتہ لگا سکوں؟“

”ہاں! سنو.....!“ فریدی نے اخبار ایک طرف رکھ کر نیلم کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ ”کیا تم نے ابھی حمید اور منیجر کی گفتگو لفظ بلفظ دہرائی تھی۔“

”جی ہاں! میں نے یہی کوشش کی تھی کہ لفظ بلفظ دہرا سکوں۔“

”تم نے اُس آدمی کو دیکھا نہیں تھا جس کا تذکرہ تھا۔“

”شاید وہ میرے وہاں پہنچنے سے کچھ ہی دیر قبل منیجر کے کمرے سے گیا تھا۔“

"پھر تم نے حمید کو ایک آدمی کے پیچھے جاتے دیکھا تھا۔"

"جی ہاں....!"

"آدمی کا حلیہ۔"

"حلئے کا ہوش نہیں تھا۔ غالباً وہاں روشنی تیز نہیں تھی اور اُس نے فلٹ ہیٹ کا گوشہ بھی کافی نیچے جھکا رکھا تھا۔ اس لئے اُس کے چہرے کا تفصیلی جائزہ لینا قریب قریب ناممکن ہی تھا۔"

"حمید کہاں ہے....!"

"میرا خیال ہے کہ وہ ناشتہ کئے بغیر ہی کہیں چلے گئے ہیں۔"

فریدی نے پھر اخبار اٹھالیا۔ نیلم وہیں بیٹھی رہی۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "مسز وارنر کا معمہ آج تک نہ حل ہو سکا انکل....!"

"حل ہو چکا ہے.... لیکن ابھی میں اس کی پبلسٹی مناسب نہیں سمجھتا۔"

"کیا ٹویوڈا نے اُسے مار ڈالا تھا....!"

"نہیں.... وہ پاگل ہو گئی تھی.... یہی خیال کیا جا سکتا ہے کہ ٹویوڈا ہی کی کسی تدبیر کی بناء پر اس کا دماغ ماؤف ہو گیا تھا.... اب تو وہ ٹھیک ہے۔"

"اوہو.... تو کیا وہ یہیں ہے اسی شہر میں۔"

"ہاں یہیں ہے! وہ ایک قصبے کی ایک عمارت میں ملی تھی۔ اُس کے ساتھ اس کا ایک بوڑھا ملازم بھی تھا، جو اس کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ وہ پاگل تھی۔ ملازم کا بیان ہے کہ اُسے محض اسی کی دیکھ بھال کے لئے نوکر رکھا گیا تھا۔ لیکن وہ اپنے مالک کا نام اور پتہ نہیں بتا سکا۔ بس ایک آدمی اس سے معاملات طے کر کے اُسے اس عمارت میں چھوڑ گیا تھا۔ مسز وارنر پہلے ہی سے وہاں موجود تھی۔ بوڑھے ملازم کو کچھ عرصے تک نامعلوم ذرائع سے اچھی خاصی رقومات ملتی رہی تھیں.... اور پھر یکایک رقومات ملنی بند ہو گئیں۔ بوڑھے نے کافی رقم پس انداز کر لی تھی اور اسی لالچ میں وہاں جما رہ گیا تھا کہ آئندہ بھی اچھی خاصی آمدنی سے فائدہ اٹھا سکے گا.... لیکن پھر پولیس کی رسائی وہاں تک ہو ہی گئی۔ مسز وارنر کا علاج کیا گیا اب وہ بہتر حالت میں ہے، لیکن اب اسے کچھ یاد نہیں کہ وہ کس طرح اپنے بورڈنگ سے نکلی تھی اور اس کا بورڈنگ اب ویران کیوں ہو گیا ہے۔ اُس کے کرایہ دار کہاں گئے۔ ملازمین کیا ہوئے۔"

”کیا اُس نے تسلیم کر لیا ہے کہ بورڈنگ فحاشی کا اڈا تھا۔“

”ہرگز نہیں۔ وہ تو یہی کہتی ہے کہ اُس کے بورڈنگ میں وہی مالدار طالب علم رہتے تھے جنہیں کالج کے ہاسٹلوں کی رہائش پسند نہیں آتی تھی۔ اس نے کچھ طلباء کے نام اور کالجوں کے پتے لکھوائے تھے اُن طلباء سے پوچھ گچھ کرنے پر معلوم ہوا کہ انہوں نے خود ہی بورڈنگ چھوڑ دیا تھا کیونکہ وہاں اچانک غنڈہ گردی شروع ہوگئی تھی اور وہ شریفوں کے رہنے کی جگہ نہیں رہ گئی تھی۔“

”غالباً یہ اُسی وقت ہوا ہوگا جب وہاں ٹویوڈا کا دخل بحیثیت مسزوار نر ہوا تھا۔“

”پتہ نہیں....!“ فریدی نے اکتائے ہوئے سے لہجے میں جواب دیا۔

”لیکن انکل آپ اس واقعے کی پبلسٹی کیوں نہیں پسند کرتے۔“

”بھئی ابھی میں مطمئن نہیں ہوں۔“

”کس بات سے....!“

”اوہ.... نیلم مجھے اخبار دیکھنے دو....!“

نیلم خاموش ہوگئی، لیکن فریدی نے کچھ دیر بعد کہا۔ ”تم اس کا تذکرہ کسی سے بھی نہیں کروگی۔“

”کیا بابا اس سے لاعلم ہیں۔“

”جس چیز کا تذکرہ تم سے کیا جاسکتا ہے کیا وجہ ہے کہ حمید بھی اس سے واقف نہ ہو۔ بھئی تم اُسے نہیں سمجھ سکتیں۔ وہ بھی اپنے رنگ میں عجیب ہے۔ بس کبھی کبھی کام پر آمادہ کرنے کے لئے اُسے تاؤ بھی دلانا پڑتا ہے۔ اب تم خود ہی دیکھو۔ وہ رات ہی سے اس یوریشین لڑکی کے چکر میں ہے اور اس وقت ناشتہ کئے بغیر ہی نکل گیا۔“

”میں ایک بار پھر آپ سے عرض کرتی ہوں کہ میں بابا کے سامنے بھی طفلِ مکتب ہوں۔ لیکن بس انہیں چھیڑنے میں لطف آتا ہے۔“

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور فریدی نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھالیا۔

”ہیلو....!“

”نیلم نے آپ کو پچھلی رات کے واقعات بتائے ہی ہوں گے۔“ دوسری طرف سے حمید کی آواز آئی۔

"کسی حد تک....!" فریدی نے جواب دیا۔

"میں دراصل ہائی سرکل کے منیجر سے یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کبھی وہاں کوئی یوریشین لڑکی بھی فخری کے ساتھ نظر آئی تھی.... شاید وہ کچھ بتانے ہی والا تھا کہ وہاں ایک آدمی آ گیا تھا اور منیجر اس طرح خاموش ہو گیا تھا جیسے اسی کے خوف سے اس نے زبان بند کر لی ہو۔ وہ آدمی منیجر سے کسی مسٹر ہارپر کے متعلق دریافت کر کے وہاں سے چلا گیا تھا۔"

"پھر تم نے کیسے اندازہ لگا لیا تھا کہ منیجر نے اسی کے خوف سے زبان نہیں کھولی تھی۔"

"میرا خیال ہے کہ اس آدمی نے آفس میں داخل ہوتے ہی منیجر کو کسی قسم کا اشارہ کیا تھا۔ میرا اندازہ ہے ورنہ میری پشت دروازے کی طرف تھی اور میں نے منیجر کے یک بیک خاموش ہو جانے پر ہی مڑ کر دیکھا تھا.... دونوں ہی کے انداز میں کچھ غیر فطری پن سا مجھے نظر آیا تھا۔"

"خیر.... ممکن ہے تمہارا خیال درست ہو۔ ہاں پھر تم نے اس کا تعاقب تو کیا تھا۔"

"لیکن مجھے افسوس ہے کہ وہ ڈاج دے کر نکل گیا تھا اس چیز سے شبہات کو اور زیادہ تقویت ہوتی ہے۔"

"پھر اب تم کہاں ہو اور کیا کر رہے ہو۔"

"میں فی الحال ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ میں ہوں۔ لیکن سوچ رہا ہوں کہ اب منیجر کو زبان کھولنی ہی چاہئے ورنہ میں اُسے ساٹھ ہزار اشعار کی کوئی مثنوی سنا کر ختم کر دوں گا۔"

"وہ بہت چمیڑ ہے! مجھے یقین نہیں ہے کہ تم اس کی زبان کھلوا سکو۔"

"اگر آپ اس کی شکایات کا نوٹس نہ لینے پر تیار ہوں تو میں سب کچھ کر سکتا ہوں۔"

"نہیں میں تمہیں کسی غیر قانونی حرکت کی اجازت نہیں دوں گا۔"

"غیر قانونی حرکت....!" حمید نے حیرت سے کہا۔ "اگر ساٹھ ہزار اشعار کی مثنوی غیر قانونی ہو سکتی ہے تو پھر غزلوں پر غزلیں سنا کر بور کرنیوالے شعراُ کو تو پھانسی ہی نصیب ہونی چاہئے۔"

"فضول باتوں میں نہ پڑو.... اگر وہ زبان نہیں کھولتا تو فخری کے کسی قریبی دوست کو ٹٹولنے کی کوشش کرو....! لیکن اگر تمہیں یقین ہے کہ اس نے کسی سے خائف ہو کر ہی خاموشی اختیار کی تھی تو اُس آدمی کے متعلق بھی اُس صورت میں معلومات فراہم کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔"

"اُس آدمی کے متعلق بھی تو اُسی صورت میں معلومات فراہم کی جا سکتی ہیں جب منیجر کی

گردن دبائی جائے۔"

"جو کچھ بھی کرو.... محتاط رہ کر....!"

"دوسری خبر یہ ہے کہ مسز وارنر کا بورڈنگ دوبارہ آباد ہو رہا ہے! لیکن ابھی تک وہاں کوئی لڑکی نہیں دیکھی گئی! صرف مختلف کالجوں کے طلباء ہیں۔"

"مسز وارنر کہاں ہے۔"

"بورڈنگ ہی والی عمارت میں....!"

"تم فی الحال اس کے چکر میں نہ پڑو....!"

"ہاں.... فضول بھی ہے.... میں دیکھ ہی چکا ہوں کہ مسز وارنر کی کیا عمر ہے۔ البتہ وہ یوریشین لڑکی....!"

"ہاں.... تم خود ہی کافی سمجھ دار ہو۔" فریدی طنزیہ انداز میں مسکرایا۔

"اچھا تو پھر.... میں اس منیجر کے بچے سے نپٹنے جا رہا ہوں۔"

"جاؤ....!" فریدی نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

❁

ہائی سرکل کا منیجر چقندر ہو رہا تھا جیسے حمید کو پھاڑ کھائے گا۔ مگر حمید کے انداز سے یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اُسے ذرہ برابر بھی اس کے غصے کی پرواہ ہو۔ بس یہی لگ رہا تھا جیسے وہ کسی لمحے بھی اُسے گردن سے پکڑ کر کرسی سے اس طرح اٹھائے گا کہ اس کی ٹانگیں زمین سے ایک یا دو فٹ کے فاصلے پر جھولتی رہ جائیں گی۔

"مجھے اس آدمی کا پتہ چاہئے جس سے خائف ہو کر تم نے پچھلی رات مزید گفتگو کرنے سے انکار کر دیا تھا۔"

"میرے خدا میں کہاں جاؤں.... کیا کروں....!" منیجر اپنی پیشانی پر دو ہتھڑ مار کر بولا۔

"اپنی اس حرکت پر موقع کا کوئی شعر بھی سناؤ تاکہ میں اور زیادہ محظوظ ہو سکوں۔"

"کیا اب میں پاگلوں کی طرح چیخنا شروع کر دوں۔"

"یقیناً اگر اس سلسلے میں بھی کوئی موقعے کا شعر یاد آجائے؟"

"اب میں خود کشی کر لوں گا۔"

"لیکن اس سے پہلے موقع کا ایک شعر کسی کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ جانا مت بھولنا ورنہ میں تمہاری لوح مزار پر کیا اپنے بکرے کا نام لکھواؤں گا۔"

"خدا کے لئے میرا پیچھا چھوڑیئے۔" منیجر رو دینے کے سے انداز میں بولا۔

"یہ ناممکن ہے! ویسے ہو سکتا ہے کہ میں اس وقت تمہارا پیچھا چھوڑ دوں۔ لیکن اُس وقت میں مجبور ہو جاؤں گا جب تم اپنی جدید ترین محبوبہ کے ساتھ ہو گے، جو سیام کے سفید ہاتھی کی اگر بھتیجی نہیں تو بھانجی ضرور معلوم ہوتی ہے۔"

"آپ ایسا نہیں کر سکیں گے....!" منیجر پھر جھلا گیا۔

"مجھے کون روکے گا۔"

"وہی جو آپ سے زیادہ طاقت ور ہے جس کی لاٹھی بے آواز ہے۔"

"اس کی لاٹھی تو تم جیسے بھینس کے عاشقوں کے لئے ہے۔ خدا غارت کرے.... مجھے تو تمہارے ٹیسٹ پر غصہ آتا ہے۔ اس عورت کو دیکھ کر کسی ایسے سفید شلجم کا تصور ذہن میں ابھر آتا ہے جس کا وزن کم از کم پانچ سیر ہو۔"

"آپ سے مطلب....!"

"یقیناً مطلب ہے۔ میں تم پر یہ ظلم ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔ ذرا اپنا جثہ ملاحظہ کرو.... اگر اس کے سر پر کھڑے ہو جاؤ تو لوگ یہی سمجھیں گے کہ کسی گنبد پر مینار اُگ آیا ہے۔"

"بس اب خاموش رہیئے.... حد ہوتی ہے۔"

"حد تو وہاں ہوتی ہے.... جہاں محبوبہ کے سامنے عاشق سلمہٗ کی حجامت بنتی ہے۔"

"دب کر چیونٹی بھی کاٹ لیتی ہے اسے نہ بھولئے گا۔"

"چیونٹیوں کی باتیں صرف چونٹیاں ہی سمجھ کر یاد رکھ سکتی ہیں۔ لہٰذا مجھے اس پر مجبور نہ کرو۔"

"خدا نے چاہا تو آپ کا بھی بیڑہ غرق ہو جائے گا۔"

"ہاں ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی اتنی ہی موٹی عورت میرے بیڑے پر بھی بیٹھ جائے۔"

"یا خدا میں کیا کروں۔" منیجر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بڑبڑایا۔

"اپنی بوڑھی بیوی کی دلجوئی کرو۔ موٹی محبوبائیں لاش کے سینے پر رکھا ہوا پتھر بن جاتی ہیں۔"

"آپ براہِ کرم تشریف لے جایئے۔"

"ہوش میں آؤ۔ بوڑھے بیٹے! میں سرکاری طور پر تم سے پوچھ گچھ کر رہا ہوں، ورنہ اب تک میں نے بھی موقعے کے دوچار شعر رسید کر دیئے ہوتے۔"

"اب کس طرح میرا پیچھا چھوٹے گا.... آخر آپ کو یقین کیوں نہیں آتا کہ میں نے اُس آدمی کو پہلے پہل دیکھا تھا۔"

"میں کیسے یقین کرلوں جب کہ مجھے علم ہے کہ وہ تمہارا ایک اچھی طرح پہچانا ہوا آدمی ہے۔"

"آپ اس کا ثبوت نہیں دے سکیں گے۔"

"میں نے خود دیکھا تھا کہ اُس نے آفس میں قدم رکھتے ہی تمہیں کسی قسم کا اشارہ کیا تھا۔"

منیجر نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا۔ پھر ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔ اس کے چہرے کی رنگت بدل گئی تھی بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی چور برسر عام پکڑ لیا گیا ہو۔

"دو.... دیکھئے.... آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے جناب!" اُس نے مردہ سی آواز میں کہا

"اچھی بات ہے۔ میں اب تمہیں دیکھ لوں گا۔" حمید نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔ "اگر یہاں سے ہتھکڑیاں لگا کر نہ لے جاؤں تو میرا نام بدل دینا۔"

"اررر.... سنئے تو سہی.... جناب.... کپتان صاحب.... پلیز....!"

"سناؤ....!" حمید ہاتھ اٹھا کر گھڑی دیکھتا ہوا بولا۔ "میرے پاس وقت کم ہے۔"

"وہ.... دراصل.... دردانہ کا شوہر ہے۔"

"کون دردانہ....!"

"جی... وہی.... عورت.... موٹی عورت....!" منیجر نے سر جھکا کر مضمحل آواز میں کہا۔

"اوہ.... تو وہ دردانہ ہے.... اس کا نام تو لڑھکانا ہونا چاہئے تھا.... خیر تو اس نے تمہیں کیوں.... روکا تھا....!"

"میں کیا جانوں جناب! بھلا.... میں کیا بتا سکتا ہوں۔ بس اس نے مجھے اشارہ کیا تھا کہ میں خاموش ہو جاؤں۔"

"تم اس سے ڈرتے ہو....!"

"جی ہاں.... جی نہیں! دد.... دیکھئے.... بات دراصل یہ ہے کہ.... وہ مجھے خواہ مخواہ دھمکاتا رہتا ہے.... وہ بھی آپ ہی کی طرح یہی سمجھتا ہے۔"

"کیا سمجھتا ہے۔"

"یہی کہ میں دردانہ سے عشق کر رہا ہوں۔"

"پھر....؟"

"میں اُسے یقین دلانے کی کوشش کرتا ہوں کہ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ لیکن وہ ہمیشہ یہی کہتا رہتا ہے کسی دن مجھے قتل کر دے گا۔"

"تم نے اُس کے خلاف رپورٹ کیوں نہیں درج کرائی۔"

"کیسے کراتا، جب کہ وہ کہتا ہے کہ میں اپنی بیوی کو بھی ڈرا دھمکا کر تمہارے خلاف بیان دلوا دوں گا۔"

"تو پھر.... تم اس کی بیوی سے کیوں ملتے ہو۔"

"ارے.... وہ تو گلے کا پھندا ہو گئی ہے۔ وہ خود ہی میرا پیچھا نہیں چھوڑتی۔"

"اوہ....!"

"اب آپ بھی مجھے گولی مار دیجئے۔ میں تو تنگ آ گیا ہوں۔ اس زندگی سے۔"

"مگر تم مجھے اُس یوریشین لڑکی کے متعلق کیا بتانے جا رہے تھے۔"

"دیکھئے! آپ بھی غلط فہمی میں مبتلا ہیں، میرا فخری سے کبھی جھگڑا نہیں ہوا۔ لیکن یہاں دو ایک بار ایک یوریشین لڑکی ضرور دیکھی گئی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کون تھی یا اس کا کیا نام تھا۔ محض اس لئے خصوصیت سے یاد ہے کہ فخری کی میز پر کبھی لڑکیاں نہیں نظر آتی تھیں۔"

حمید کچھ سوچنے لگا اور منیجر پھر بولا۔ "دیکھئے میں جو کچھ بھی کہہ رہا ہوں اس پر یقین کیجئے۔"

"اس پر میں پھر غور کروں گا کہ یقین کروں یا نہ کروں۔ فی الحال یہ بتاؤ کہ اس آدمی کا کیا نام ہے۔"

"دلاور مرزا....!"

"کہاں رہتا ہے۔"

"اٹھارہ پرنس لین....!"

"کبھی وہ دونوں یہاں ساتھ بھی نظر آتے ہیں۔"

"ٹھہریئے! مجھے سوچنے دیجئے۔" منیجر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بڑبڑانے لگا۔

"نہیں میرا.... خیال ہے.... کہ کبھی ایسا اتفاق ہوا ہی نہیں۔"

"اچھی طرح سوچ لو....!"

"جی نہیں! وہ کبھی کلب میں ساتھ نہیں داخل ہوئے۔ اگر ایک موجود تو دوسرا غائب....!"

"اور وہ تمہیں اکثر دھمکاتا رہا ہے۔"

"جی ہاں....!"

"اچھی بات ہے۔" حمید اٹھتا ہوا بولا۔ "اگر یہ جھوٹ ہوا تو اپنے نقصان کی ذمہ داری خود تم پر ہو گی۔"

وہ باہر آیا.... برآمدے میں رک کر تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا پھر چل پڑا۔

پرنس لین زیادہ دور نہیں تھا۔ اٹھارہویں عمارت کے سامنے پہنچ کر اُس نے دیکھا کہ منیجر کی موٹی محبوبہ ایک تانگے پر بیٹھ رہی ہے۔ اس نے کار روک دی اور نیچے اتر کر تانگے کی طرف بڑھا۔ عورت بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئی تھی اور شائد اُس نے تانگے والے سے رکنے کو کہا تھا۔

"معاف کیجئے گا محترمہ...!" وہ تانگے کے قریب پہنچ کر بولا۔ "آپکو تکلیف دے رہا ہوں۔"

"نہیں.... فرمایئے! شوق سے۔" عورت نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔

"میں مسٹر دلاور مرزا سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"کون دلاور مرزا....!" عورت کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آپ کے شوہر....!"

"ہائیں.... شوہر.... آپ کا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔ ابھی میری شادی کہاں ہوئی ہے.... چلو بڑھاؤ تانگہ.... بیہودے بدتمیز.... لفنگے کہیں کے۔" تانگہ آگے بڑھ گیا اور حمید بُرا سا منہ بنائے ہوئے گالیاں سنتا رہا۔

پھر اُس نے پڑوسیوں سے پوچھ گچھ کی۔ معلوم یہ ہوا کہ وہ مونتیسری اسکول میں ہیڈ مسٹریس ہے۔ اس عمارت میں تنہا رہتی ہے۔ اس کے یہاں کبھی کوئی مرد نہیں دیکھا گیا۔ نام بھی دردانہ ہی تھا۔ مگر کسی دلاور مرزا کا سراغ نہ مل سکا۔

اسٹیج کا ایکٹر

عشرت نے پہلی بار غرارہ سوٹ پہنا تھا اور بالوں کو سمیٹ کر جوڑا لگایا تھا۔ اس کی خادمہ نے اُسے اس لباس میں دیکھ کر بے حد مسرت ظاہر کی۔

"کتنی اچھی لگتی ہیں آپ....!" اُس نے کہا تھا۔ "کاش آپ ہمیشہ اسی لباس میں رہیں۔"

خود عشرت بھی بڑی دیر تک آئینے کے سامنے کھڑی خود کو گھورتی رہی تھی اور اس نے سوچا کہ اب مشرقی ہی لباسوں میں رہا کرے گی۔

مگر اس وقت بھی یہ خلش تھوڑی تھوڑی دیر بعد شعور کی سطح پر ابھر آئی تھی کہ اس نے یہ سب کچھ محض خود کو پولیس کی نظروں سے بچانے کے لئے کیا ہے.... وہ پُراسرار آدمی جسے وہ میک اپ میں پہچان نہیں سکی تھی اس کے اعصاب پر چھا کر رہ گیا تھا۔ وہ کون ہے؟ عشرت گھنٹوں سوچتی! آخر اس ہمدردی کا مقصد کیا ہے؟ ضرورت ہی کیا تھی کہ وہ اس کے لئے اتنے پاپڑ بیلتا.... اس تک مختلف اطلاعات پہنچانے کے لئے اس نے میک اپ کا سہارا لیا تھا لیکن یہ چیز خود اس کے لئے کتنی مخدوش تھی۔ پھر آخر.... کیا اس کا یہ ہمدردانہ رویہ کسی ذاتی غرض کا پیش خیمہ ثابت نہیں ہو سکتا تھا۔

اُس کا تعلق مالدار طبقے سے تھا اس لئے بہت ممکن تھا کہ حالات درست ہو جانے پر وہ کسی بڑے معاوضے کا مطالبہ کر بیٹھتا۔ اگر ایسا ہوتا بھی تو عشرت کو اس کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔ اس اُلجھن سے نجات پانے کے لئے وہ تو ویسے بھی بہت کچھ خرچ کر دیتی۔

وہ اس کا نام اور پتہ معلوم کرنے کے لئے بھی مضطرب تھی۔ یوں تو اس کے وزیٹنگ کارڈ پر نام اور پتہ دونوں موجود تھے لیکن اُسے ان کی صحت میں شبہ تھا۔

اس نے آج ملنے کا وعدہ کیا تھا! وقت دیا تھا! عشرت کی نظر بار بار کلاک کی طرف اٹھ رہی تھی۔ لیکن ابھی پانچ ہی بجے تھے اور اس نے سات بجے پہنچنے کا وعدہ کیا تھا۔ فخری کے قتل کو پانچ دن گذر چکے تھے اور وہ اس دوران میں زیادہ تر وقت گھر ہی پر گذارتی رہی تھی۔

اس کے باپ نے ابھی تک اُس سے فخری کے متعلق کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔ اس کے خیال کے مطابق شائد اُسے ابھی تک اس کا علم ہی نہیں ہوا تھا کہ فخری قتل کر دیا گیا ہے۔ لیکن اُس نے

اُس کے غرارہ سوٹ پر ضرور حیرت ظاہر کی تھی۔ مگر اس تبدیلی کی وجہ نہیں پوچھی تھی۔

ٹھیک سات بجے ڈاکٹر واصف وہاں پہنچ گیا اور عشرت کو انتظار کی الجھن سے نجات ملی۔ وہ آج بھی اسی میک اپ میں آیا تھا۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی صحت پر اس کا بُرا اثر نہیں پڑ رہا۔" اس نے آتے ہی کہا تھا۔

"ارے آخر آپ کو اتنی پریشانی کیوں ہے۔ جب تک میرے دم میں دم ہے کوئی آپ کی طرف انگلی بھی نہ اٹھا سکے گا۔"

"مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے۔" عشرت نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔

"نہیں آپ بہت زیادہ اثر لے رہی ہیں۔"

"قطعی نہیں۔" عشرت ہنس پڑی.... لیکن پھر یک بیک سنجیدہ ہو کر بولی۔ "یقین نہیں آتا کہ فخری کسی غیر ملک کا جاسوس تھا۔"

"ارے مجھے خود بھی یقین نہیں آتا۔ مگر اُن کاغذات کو کیا کہا جائے گا جو اُس کے سامان سے برآمد ہوئے ہیں۔"

"میں اسے ایک محبِ وطن کی حیثیت سے جانتی تھی۔" عشرت نے کہا۔

"آہا.... جاسوس تو ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کی طرف انگلیاں نہ اٹھ سکیں آپ سوچ ہی نہ سکیں کہ وہ غیر ملک کے جاسوس بھی ہو سکتے ہیں۔"

"شاید سچ مچ میرا دماغ ماؤف ہو جائے گا۔" وہ اپنی پیشانی رگڑتی ہوئی آہستہ سے بڑبڑائی۔

"نہیں محترمہ.... میری زندگی میں تو یہ ناممکن ہے! ویسے اس وقت میں آپ سے دو تین سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے توقع ہے کہ آپ اس سلسلے میں بھی میرا ہاتھ بٹائیں گی۔ بات دراصل یہ ہے کہ میں آپ کی بے گناہی بھی ثابت کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہائیں تو مجھ پر قتل کا الزام کب ہے۔"

"نہیں ہے تو بنالیا جائے گا.... کیا آپ کیپٹن حمید کو جانتی ہیں۔"

"وہ جو محکمہ سراغ رسانی میں ہے؟"

"جی ہاں۔"

"میں نے اُس کا نام سنا ہے۔"

"کبھی ملی تو نہیں۔"

"نہیں....! کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا۔"

"مگر آپ فخری کے ساتھ ہائی سرکل نائٹ کلب میں تو اکثر بیٹھتی رہی ہیں۔"

"اپنی یاد داشت میں شائد دو بار میں فخری کی تلاش میں وہاں گئی تھی۔ مجھے اس سے ملنا تھا۔ جب وہ آفس یا گھر پر نہیں ملا تھا تو میں ہائی سرکل چلی گئی تھی.... وہ ہائی سرکل کے علاوہ اور کہیں نہیں بیٹھتا تھا۔ کیونکہ روسی واڈ کا صرف وہیں ملتی ہے.... وہ عموماً واڈ کا ہی پیتا تھا۔"

"تب تو اس کے احباب نے بھی آپ کو اس کے ساتھ دیکھا ہوگا۔"

"اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔"

"ہائی سرکل کا منیجر آپ کو جانتا ہے۔"

"پتہ نہیں! مجھے تو کبھی اس سے گفتگو کرنے کا بھی اتفاق نہیں ہوا۔ مگر آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں۔"

"کیپٹن حمید کو کسی ایسی یوریشین لڑکی کی تلاش ہے جو ایک غیر ملکی جاسوس سے اس کے فلیٹ میں ملا کرتی تھی....!"

"غیر ملکی جاسوس.... یوریشین لڑکی....!" عشرت احمقانہ انداز میں بڑبڑائی۔ اُس کا دل بہت شدت سے دھڑکنے لگا تھا اور یہ دونوں فقرے غیر ارادی طور پر اس کی زبان سے نکلے تھے۔

"ہاں! آپ بڑی مشکلات میں پڑ گئی ہیں۔ اگر فخری کوئی غیر ملکی جاسوس نہ ثابت ہوا ہوتا تو زیادہ تشویش کی بات نہیں تھی مگر اب ایسی صورت میں اگر وہ لوگ آپ تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے تو مسٹر تیمور بھی بڑی مشکلات میں پڑ جائیں گے۔ آپ کرنل فریدی کو نہیں جانتیں اور یہ بھی نہیں جانتیں کہ اس نے اتنی شہرت کیسے حاصل کرلی ہے۔"

"ظاہر ہے کہ وہ ایک دلیر اور بہت زیادہ ذہین آدمی ہے۔"

"دلیری میں تو مجھے بھی شبہ نہیں ہے۔ مگر ذہین کی بجائے آپ نے مکار کہا ہوتا تو بہتر تھا۔ کیونکہ وہ ایسے مواقع پر جب اصل مجرم ہاتھ نہیں آتے بے گناہوں کو پھانس دیتا ہے.... ابھی چند ماہ پہلے کی بات ہے اس نے ٹویوڈا کو پکڑا تھا.... ٹویوڈا کو پکڑا تھا....!"

وہ تمسخر آمیز انداز میں ہنس کر کچھ سوچنے لگا۔

"ہاں.... کیوں؟ اس میں کسے شبہ ہو سکتا ہے۔"

"یہی تو آپ نہیں سمجھتیں! ٹویوڈا وہ شخص ہے جس سے سارے یورپ کی پولیس کانپتی ہے۔ اُسے اس فریدی نے پکڑ لیا.... ہونہہ....!"

وہ پھر مضحکہ اڑانے کے سے انداز میں ہنسا۔

"آپ بھی کمال کرتے ہیں کیا اُس نے نہیں پکڑا تھا؟ کیا ٹویوڈا کو جاپان میں بجلی کی کرسی نہیں نصیب ہوئی تھی۔"

ڈاکٹر واصف نے پھر قہقہہ لگایا اور بولا۔ "ارے وہ بھی فریدی کی مکاری کا ایک شاہکار تھا۔ اُس نے کسی طرح اُس آدمی کا دماغ خراب کر دیا تھا۔ اس نے جو کچھ بھی کہا اُسے ٹویوڈا کی بدد ماغی سمجھا گیا.... وہ بیچارا اپنے ہوش ہی میں کب تھا کہ کوئی ڈھنگ کی بات کرتا۔ چونکہ بین الاقوامی شہرت رکھنے والے کرنل فریدی نے اُسے ٹویوڈا ثابت کر دیا تھا اسلئے اسے الکٹروکیوٹ کر دیا گیا۔"

عشرت کچھ نہ بولی خود اس کے لئے ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے کہ وہ اس پُراسرار آدمی ڈاکٹر واصف کی مخالفت نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"پھر آپ کیا چاہتے ہیں۔" اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"فی الحال میں آپ کو یہی مشورہ دے سکتا ہوں کہ آپ گھر سے نکلنا ہی چھوڑ دیجئے۔"

"یہ تو بہت مشکل ہے۔ دیکھئے جناب.... میں اب اس الجھن سے تنگ آگئی ہوں۔ میں خود ہی اب پولیس کو مطلع کردوں گی کہ.... مجھ سے غلطی ہوئی تھی۔ مجھے اس کی اطلاع دینی چاہئے تھی مگر پھر خوف کی وجہ سے باز رہی تھی۔"

"اس طرح آپ خود ہی اپنی گردن میں پھندا ڈال لیں گی۔ دیکھئے اسے کئی دن ہو چکے ہیں۔ ہاں اس وقت یہ کوئی ایسی خاص بات نہ ہوتی جب آپ نے فون پر ہی پولیس کو اپنے نام اور پتے سے آگاہ کر دیا ہوتا۔ اب تو وہ آواز بھی پولیس کے لئے پراسرار ہو گئی ہے جو کوتوالی کے ٹیپ ریکارڈر نے ریکارڈ کی تھی.... اچھا ٹھہریئے.... مجھے سوچنے دیجئے۔"

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر اس نے کہا۔ "دیکھئے مشورہ دینا میرا کام ہے، آپ اس پر عمل کریں یا نہ کریں.... انہیں ایک ایسی یوریشین لڑکی کی تلاش ہے جو فخری کے فلیٹ میں جایا کرتی تھی۔ لیکن آپ کو کیا علم کہ انہیں آپ کی تلاش ہے۔ اگر کسی طرح بھی اس کا اعلان کیا جائے کہ

پولیس کو کسی ایسی لڑکی کی تلاش ہے تو آپ کسی پس و پیش کے بغیر کوتوالی جا کر اعتراف کر لیجئے گا کہ آپ اکثر اس سے اُس کے گھر پر بھی ملتی رہی ہیں۔ مگر خواہ مخواہ کوتوالی جا کر اس کی اطلاع دینا میرے نزدیک تو بہتر نہیں ہے.... ہاں اگر میرے علاوہ اور کسی نے بھی آپ کو وہاں اُسی دن دیکھا ہوتا جب فخری کا قتل ہوا تھا تو بات بھی تھی۔ میں بھی آپ کو ٹیلی فون بوتھ ہی میں مشورہ دیتا کہ اپنا نام بھی ظاہر کر دیجئے اور سیدھی کوتوالی چلی جائیے۔ مگر ان حالات میں نہیں کبھی نہیں.... میں مشورہ نہیں دے سکتا۔ ویسے آپ اپنی مرضی کی مالک ہیں میں آپ کو مجبور بھی تو نہیں کر سکتا۔"

"اوہ.... اب اسے ختم بھی کیجئے۔ میں بُری طرح اکتا گئی ہوں۔ جو کچھ بھی ہوگا دیکھا جائے گا۔ آپ مجھے اپنے متعلق بھی کچھ بتائیے۔ آپ کا وجود بھی میرے لئے بعض نئی الجھنوں کا باعث بن گیا ہے۔"

"ضرور بن گیا ہوگا....!" وہ مسکرایا۔

عشرت خاموش ہوگئی۔ شائد اُسی سے کچھ سننے کی منتظر تھی۔ لیکن تقریباً دو منٹ تک وہ خاموش ہی بیٹھا رہا۔ پھر عشرت کے دوبارہ ٹوکنے پر بولا۔ "میں پہلے بہت کچھ تھا۔ اب کچھ بھی نہیں ہوں، اب سے پانچ سال پہلے آپ نے رین بو تھیٹریکل کمپنی کی شہرت ضرور سنی ہوگی۔ اس کا مالک میں ہی تھا۔ مگر حالات نے اُسے برباد کر دیا۔ مجھے برباد کر دیا اب میں دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کی کوشش کر رہا ہوں۔ سارے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ بہتیرے آرٹسٹ کچھ دنوں تک مفت کام کرنے پر تیار ہیں.... کاسٹیوم کا مسئلہ بھی ایک مہربان کی وجہ سے حل ہو گیا ہے.... مگر جگہ نہیں ملتی.... اس دشواری پر قابو پانا میرے بس سے باہر ہو گیا ہے۔"

وہ پھر سر جھکا کر کسی سوچ میں ڈوب گیا اور عشرت سوچنے لگی! اوہو.... تو یہ بات ہے.... شائد یہ حضرت اسی چکر میں ہیں.... کسی زمانے میں تیمور کا ایک سینما بھی چلتا تھا۔ لیکن پھر اُسے بند کر کے سینما ہال کو روئی کے گوڈاؤن میں تبدیل کر دیا گیا تھا.... عشرت نے سوچا ممکن ہے وہ اُسی ہال کو حاصل کرنے کی فکر میں ہو۔

"آپ کی یہ دشواری بھی رفع ہو سکتی ہے۔" عشرت مسکرائی۔

"وہ کیسے....؟" واصف یک بیک چونک پڑا۔

"بس ہو جائے گی۔"

"آپ کریں گی۔"

"جی ہاں....!"

"معاف کیجئے گا.... میں اسے کسی قیمت پر بھی گوارا نہیں کروں گا۔" اس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "اوہ.... میرے خدا.... آپ شاید یہ سمجھی ہیں کہ میں نے یہ داستان محض اسی لئے چھیڑی ہے۔"

پھر ایسا معلوم ہوا جیسے شدید ترین غصے نے اس کی زبان روک دی ہو۔ لیکن آنکھیں بہت کچھ کہہ رہی تھیں اور ان کی زبان عشرت کی سمجھ میں بخوبی آرہی تھی۔ وہ احتجاج کر رہی تھیں! عشرت کی اس تجویز پر اُسے ملامت کر رہی تھیں۔

"معاف کیجئے گا محترمہ... آپ نے مجھے غلط سمجھا ہے۔" وہ یک بیک اٹھتا ہوا بولا۔ "اگر آپ میرے متعلق استفسار نہ کرتیں تو میں کبھی کچھ نہ بتاتا۔ شاید اب میں آپ سے نہ مل سکوں۔"

وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ارے... ارے... سنئے تو سہی....!" عشرت نے مضطربانہ انداز میں کہا مگر وہ باہر جا چکا تھا۔

❀

کرنل فریدی کے سامنے میز پر بے شمار تصویریں بکھری ہوئی تھیں.... یہ انگلیوں کے نشانات کے عکس تھے.... فریدی انہیں یکے بعد دیگرے دیکھتا جا رہا تھا.... کچھ دیر بعد اُس نے تصویریں ایک طرف سرکا دیں اور اسپیشلسٹ کی رپورٹ پڑھنے لگا۔ کبھی اس کی بھنویں سکڑ جاتیں اور کبھی آنکھیں بالکل سپاٹ اور ہر قسم کے جذبات سے عاری نظر آنے لگتیں۔

"حمید....!" اُس نے تھوڑی دیر بعد .... حمید کو متوجہ کیا، جو اپنی میز پر بیٹھا چرچل کا کارٹون بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"جی....!" وہ چونک پڑا۔

"اِدھر آؤ۔"

حمید بُرا سا منہ بنا کر اٹھا۔ یہ اُس کی عادت تھی۔ خواہ دونوں کسی وقت ایک ہی مسئلے پر کیوں نہ غور کر رہے ہوں لیکن اگر فریدی اُسی پر اظہار خیال کرتا تو حمید یہی ظاہر کرنے لگتا کہ موضوع

اُسے گراں گزر رہا ہے۔

"یہ رپورٹ دیکھو....!" فریدی نے کہا۔

حمید نے ایک طویل سانس لی اور آہستہ سے بولا۔"لائیے صاحب! لیکن کیا آپ اسپیشلسٹ کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتے کہ کہیں کہیں موقع کے اشعار بھی لکھ دیا کرے۔"

پھر اُس نے کچھ اکتائے ہوئے سے انداز میں رپورٹ پر نظر دوڑانی شروع کی۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔" کچھ دیر بعد وہ سر اٹھا کر بولا۔

"کیا سمجھ میں نہیں آتا....؟"

"یہ رپورٹیں کبھی میری سمجھ میں نہیں آتیں.... اور پھر خصوصیت سے وہ رپورٹیں جو صرف آپ کیلئے ہوتی ہیں! ان میں نہ وضاحت ہوتی ہے اور نہ اسپیشلسٹ کوئی نتیجہ نکالتا ہے۔"

"وضاحت کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ کیا تم نتیجہ نہیں نکال سکتے۔"

"میں کہتا ہوں کہ جب اسپیشلسٹ اسی لئے ہوتا ہے تو ہم کیوں جھک ماریں۔"

"جھک مارے بغیر ترقی ناممکن ہے۔"

"خدا صرف اسپیشلسٹ کو اور ترقی عطا کرے.... ہمیں تو دیکھنے کی خوشی ہے۔"

"بکواس مت کرو۔"

"میں واقعی نہیں سمجھ سکا۔"

"لاش کے قریب فرش کے ٹائیلز پر پائے جانیوالے نشانات مقتول کی انگلیوں کے نہیں تھے۔"

"مگر قاتل اتنا اناڑی نہیں ہو سکتا۔"

"میں کسی تیسرے کے وجود کے امکانات پر بھی غور کر رہا ہوں۔ فرش پر پائے جانے والے نشانات خنجر کے دستے والے نشانات سے مختلف نہیں ہیں اور یہی نشانات فون پر بھی پائے گئے ہیں۔ اگر خنجر قاتل ہی نے مقتول کے سینے سے کھینچا تھا تو نہ وہ خنجر وہاں چھوڑ جاتا اور نہ انگلیوں کے نشانات ہی کی طرف سے اتنا لاپرواہ ہوتا۔"

"ہو سکتا ہے! وہ کوئی جنونی رہا ہو.... پاگل رہا ہو....!"

"جنونی یا پاگل کو فون استعمال کرنے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔"

"ارے کمال کرتے ہیں آپ بھی....! اگر میں پاگل ہو جاؤں تو کسی کو قتل کرنے کے بعد

اسکی مسہری کے پائے تک اکھاڑ پھینکوں گا۔ اگر قریب ہی فون موجود ہو تو کوتوالی کے بجائے کسی یتیم خانے کے نمبر ڈائیل کر کے اس قتل کی اطلاع دوں اور فرار ہو جاؤں۔"

"پھر بکنے لگے؟" فریدی آنکھیں نکال کر رہ گیا۔

"میں تو آپ کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہا تھا کہ پاگل پن میں سب کچھ ممکن ہے۔"

"تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ فخری کے قتل کی اطلاع کسی عورت نے فون پر دی تھی، ہو سکتا ہے وہ فخری ہی کا فون رہا ہو، جسے اس سلسلے میں استعمال کیا گیا ہو! فون پر تو فخری کی انگلیوں کے نشانات ملے ہیں یا وہ نشانات جو خنجر کے دستے اور لاش کے قریب فرش پر بھی موجود تھے۔ اب کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اس کے قتل کے بعد کوئی عورت وہاں آئی ہو! فخری کی شناسا جو اس کی لاش دیکھ کر بوکھلا گئی ہو اور اضطراری طور پر اُس نے خنجر اس کے سینے سے کھینچ لیا ہو۔ پھر آہستہ آہستہ اس کے اوسان بجا ہوئے ہوں اور اس نے اسی میں عافیت سمجھی ہو کہ پولیس کو اس کی اطلاع دے کر وہاں سے کھسک جائے۔"

"وہی یوریشین لڑکی....؟" حمید نے پوچھا۔

"یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا۔"

"اس لڑکی کا مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا۔"

"ارے.... ہاں.... اُس عورت دردانہ کا کیا رہا....!"

"آپ نے پھر دردانہ کہا۔ میں نے عرض کیا تھا کہ اس کا نام بھینسانہ ہے۔"

"شش.... فضول باتیں نہ نکالو.... کیا تم ابھی تک کسی دلاور مرزا کا سراغ نہیں پا سکے۔"

"نہیں.... میرا خیال ہے کہ ہائی سرکل کے منیجر کو خواہ مخواہ کسی نے اُلو بنایا ہے۔ کیونکہ خود اس کا بیان ہے کہ وہ دونوں کبھی وہاں ایک ساتھ نہیں آئے۔ دلاور مرزا اُس عورت کی عدم موجودگی ہی میں خود کو اس کا شوہر ظاہر کر کے منیجر کو دھمکاتا رہا ہے۔ اب اس کا مقصد جو کچھ بھی ہو۔"

"غالباً تمہارا یہ خیال ہے کہ دردانہ اور دلاور مرزا ایک دوسرے سے واقف بھی نہ ہوں گے۔"

"جی ہاں! میں اسی نتیجے پر پہنچا ہوں۔"

"لیکن میرا نظریہ اس کے برعکس ہے۔"

"یعنی....!"

"وہ دونوں ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں اور شائد منیجر کو کسی چکر میں پھانسنے کی کوشش کررہے ہیں۔"

"اور اُس چکر کا تعلق اس یوریشین لڑکی سے بھی ہوسکتا ہے۔ کیوں۔"

"ارے اس کے متعلق میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اگر حقیقتاً دلاور مرزا کا اُس عورت سے کوئی تعلق ہے تو تم اب اس کی گرد کو بھی نہ پاسکو گے۔ بس دردانہ ہی دردانہ تمہارے سامنے رہ جائے گی۔"

"جہنم میں جھونکئے اُسے۔ مجھے تو صرف اُس یوریشین لڑکی کی تلاش ہے۔"

فریدی کچھ نہ بولا۔ وہ کسی سوچ میں پڑ گیا تھا۔

"اُف.... فوہ....!" حمید بڑبڑایا۔ "ابھی تک ہم کچھ بھی تو نہیں معلوم کر سکے۔ اس اشتہار ہی کا معمہ نہیں حل ہو سکا جو فخری نے آبزرور میں شائع کرایا تھا۔"

"وہ تو حل ہوچکا ہے.... حمید صاحب۔" فریدی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔ "لیکن فی الحال اس سے متعلق تمہیں کچھ نہ بتاسکوں گا۔ کیونکہ ابھی میں اس کے حل سے پوری طرح مطمئن نہیں ہوں۔"

دردانہ

حمید کو غصہ آگیا۔ معمہ حل کر چکے ہیں مگر بتائیں گے نہیں۔ وہی پرانی عادت! یہاں اس کیس کے الجھاوے۔ سانسیں الجھائے دے رہے ہیں۔ مگر ابھی آپ مطمئن نہیں ہیں۔ اس لئے کچھ نہیں فرمائیں گے۔

اچھی بات ہے! اب میں بھی آپ سے کچھ نہیں عرض کروں گا۔ لیکن آپ کے لئے مزید الجھاوے ضرور پیدا ہو جائیں گے۔

حمید نے بہت بُرا سا منہ بنا کر اس کی طرف دیکھا لیکن فریدی پھر کاغذات میں کھو گیا تھا۔

وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر کلائی کی گھڑی پر نظر ڈال کر اٹھا۔ فون پر قاسم کے نمبر ڈائیل کئے۔ قاسم دوسری طرف موجود تھا۔

"غالو....!" وہ فون میں دہاڑا....

"ارے.... آہستہ.... لائین خراب ہو جائے گی۔"

"قون.... ہائے....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"حمید....!"

"ساما لیکم.... کیا بات ہے.... پپ.... پیارے حمید بھائی!"

"تفریح کے موڈ میں ہو۔"

"اُلا قسم میں تو ہڑک رہا ہوں تمہارے لئے حمید بھائی.... یہ میری بیوی کی خالا آج کل پھر آئی ہوئی ہے.... مجھے بچالو.... پیارے بھائی.... ورنہ وہ لکچر پلا پلا کر میرے دماغ سالے کا کباڑا کر دے گی.... اگر میری خالا ہوتی تو میں اس کے میاں کو پانی چڑھا کر اِسے طلاخ دلوا دیتا.... بڑی جلن لگتی ہے.... حمید بھائی.... قیا قرون....!"

"بس آج شام کو چپ چاپ کھسک آؤ.... ہائی سرکل نائٹ کلب میں ملیں گے! مجھے یقین ہے کہ دردانہ کو دیکھ کر خوش ہو جاؤ گے....!"

"کون دردانہ....!" فون میں ہلکی سی آواز سنی گئی، جو منہ چلانے کی آواز کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتی تھی۔

"ہے.... ایک چوکور عورت....!"

"چوکور کیا ہوئی....!"

"بہت تگڑی جدھر سے بھی ناپو گے چاروں اضلاع برابر ملیں گے۔"

"میں.... ابھی.... ابھی آرہا ہوں۔" غالباً قاسم کی سانس پھولنے لگی تھی۔

"ابھی نہیں.... شام کو....!"

"مگر یہ سالی خالا....!"

"کہیں اور گھوم پھر آؤ....!"

"وہ کہتی ہے بلا جرورت.... ضرورت.... باہر نہ نکلا کرو۔"

"پھر شام کو کیسے آؤ گے۔"

"قسم کھا جاؤں گا.... ضرورت سے جارہا ہوں.... اب یہ ضرورت نہیں ہے کہ تم مجھے

وہاں بلا رہے ہو۔"

"شدید ضرورت....!"

"بس تو پھر آئیں گے حمید بھائی.... ہی ہی ہی....!"

حمید نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

فون کے پاس سے ہٹنے پر اُس نے محسوس کیا کہ فریدی اسے گھور رہا ہے۔ پھر وہ جہاں تھا وہیں اس انداز میں رک گیا۔ جیسے فریدی کے سوال کا جواب پہلے ہی سے تیار ہو۔

"یہ کیا حرکت تھی۔"

"میں ابھی وضاحت نہیں کر سکوں گا۔" حمید نے فریدی ہی کے سے پُر سکون لہجے میں کہا۔

"اگر تم سے کوئی حماقت سرزد ہوئی تو نتیجے کے تم خود ذمہ دار ہو گے۔"

"ذمہ داری اور حماقت میں دور کا بھی علاقہ نہیں ہے۔ آپ خواہ مخواہ بور ہو رہے ہیں۔ میں تو صرف یہ عرض کر رہا تھا کہ اپنا اپنا طریق کار ہے اور جب تک کہ میں مطمئن نہیں ہو جاتا کسی چیز کی وضاحت نہیں کرتا.... اس لئے فی الحال اگر ہم اس مسئلے پر گفتگو نہ کریں تو بہتر ہے۔"

"اوہ.... اچھا....!" فریدی مسکرایا۔ "یہ بات ہے.... اِدھر آؤ.... میں تمہیں مطمئن ہونے سے پہلے ہی سب کچھ سمجھا دوں۔ بیٹھ جاؤ.... ٹھیک ٹھیک کرسی قریب لے آؤ....!"

اس نے میز کی دراز کھول کر جاذب کاغذ کا ایک تختہ نکالا.... غالباً یہ کسی ٹیبل پیڈ سے نکالا گیا تھا۔

"یہ دیکھو.... یہ فخری کی میز پر تھا.... میں نے اس پر ایک جگہ پنسل سے دائرہ بنایا ہے.... اُس دائرے کی الٹی تحریر کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ اُس نے شائد کسی کو خط لکھ کر جاذب پر خشک کیا تھا جہاں جہاں زیادہ روشنائی تھی وہاں وہاں حروف کے الٹے دھبے آ گئے ہیں۔

حمید نے پنسل سے دائرہ والی جگہ پر نظر ڈالی اور کچھ اُکھڑے اُکھڑے سے الفاظ نظر آئے جن کی ترتیب یوں تھی۔

'اور میری لانس کمل رسکالوم.... سرسوم ولرہ.... اجاد....!"

اس کے علاوہ دوسرے نشانات اتنے شکستہ تھے کہ اُن پر نقطوں یا لکیروں کا اطلاق ہوتا تھا.... حمید چند لمحے جاذب پر نظر جمائے رہا پھر سر اٹھا کر بولا۔

"کیا آپ نے اس سے کوئی اہم نتیجہ اخذ کیا ہے....!"

"یقیناً....!"

حمید استفہامیہ انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔ لیکن فریدی اب پھر دوسرے کاغذات میں مشغول ہو گیا تھا۔

"آپ نے مجھے کچھ سمجھانے کے لئے بلایا تھا۔" حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"غلط فہمی ہوئی ہے تمہیں.... میں تو تمہاری الجھنوں میں اور اضافہ کرنا چاہتا تھا۔"

"کیوں....؟"

"تاکہ آئندہ تم مجھے دھمکیاں دینا چھوڑ دو.... جاؤ....!" فریدی ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"جتنی حماقتیں سرزد ہو سکتی ہوں ہونے دو.... قاسم کو لے جاؤ.... دردانہ کے گھر پر قوالی کراؤ مجھے ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہوگی۔ دفع ہو جاؤ۔"

حمید جھٹکے کے ساتھ اٹھا.... اور باہر نکل آیا.... اُس نے فریدی کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ نہیں دیکھی تھی۔

آفس بند ہونے کا وقت بھی قریب ہی تھا اس لئے وہ وہاں نہیں رکا.... سیدھا اس شڈ کی طرف آیا جہاں کاریں پارک کی جاتی تھیں۔

اپنی وین نکالی اور پھاٹک سے نکلتے وقت سٹیئرنگ پر جدھر بھی ہاتھ گھوم گیا اسی طرف چل پڑا... وہ سوچ رہا تھا کہ سارے فساد کی جڑ نیلم ہے۔ وہ یقیناً نواب صاحب کے کان بھرتی ہوگی۔ نیلم سچ مچ اُس کے لئے ایک بہت بڑی الجھن بن گئی تھی۔ کبھی وہ اس الجھن کو ہنسی میں ٹال جاتا اور کبھی اُسے اُس پر سنجیدگی سے غور کرنا پڑتا۔

اب اس وقت سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اُسے کہاں جانا چاہئے۔ کلب نہیں جا سکتا تھا کیونکہ قاسم کو وقت دے چکا تھا۔ اس لئے مقررہ وقت سے پہلے پہنچنا فضول ہی ہوتا۔

وہ بڑی دیر تک شہر کے مختلف حصوں کے چکر کاٹتا رہا اور پھر جب دن ڈوب چکا تو اُس نے وین کا رخ ہائی سرکل کی طرف کر دیا....

اور پھر وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ قاسم پہلے ہی سے اس کا منتظر تھا.... حمید کو دیکھتے ہی وہ گوبھی کے پھول کی طرح تر و تازہ نظر آنے لگا۔

"میں تو سمجھا تھا کہ تم نے اُلو بنایا ہے۔" اُس نے باچھیں پھاڑ کر کہا۔

"اُلو کو اُلو بنانے سے فائدہ ہی کیا....!"

"ہی.... ہی.... ہی....!" قاسم آنکھیں میچ کر ہنسا پھر چونک کر بولا۔ "کیا مطلب....!"

"کچھ بھی نہیں پیارے۔" حمید نے اُس کے بازو پر ہاتھ پھیر کر کہا۔ "مطلب یہ تھا کہ جس سے مجھے محبت ہو جاتی ہے اُسے اُلو سمجھنے لگتا ہوں۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھا۔"

"اُلو عشق کا نشان ہے.... جب کوئی عاشق مرتا ہے تو اس کی کھوپڑی تڑخ جاتی ہے اور اس میں سے ایک اُلو نکل کر عالم بالا کی طرف پرواز کر جاتا ہے۔"

"ارے باپ رے....!" قاسم خوفزدہ ہو کر اپنی کھوپڑی ٹٹولنے لگا۔ پھر جلدی سے بولا۔ "کیا میں عاشق ہوں۔"

"یقیناً ہو.... مگر ابھی نہیں مرو گے۔"

"تب تو ٹھیک ہے۔" قاسم اس طرح سر ہلا کر بولا جیسے مطمئن ہو گیا ہو۔

"اچھا اب تم ہال میں جا کر بیٹھو۔ تھوڑی دیر بعد مزے ہی مزے ہوں گے۔"

"مگر میں اکیلے.... یعنی کہ تم نہیں بیٹھو گے میرے ساتھ۔"

"پہلے میں تفریح کا انتظام تو کر لوں۔"

"ہی.... ہی.... اچھا.... اچھا....!" قاسم نے کہا اور برآمدے سے ہال کے ایک دروازے میں مڑ گیا۔

حمید وہیں کھڑا رہا.... وہ سوچ رہا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہئے.... اتنے میں ایک ویٹر منیجر کے کمرے سے نکلا.... حمید نے اُسے اشارے سے اپنی طرف بلا کر پوچھا۔

"کیا منیجر صاحب تنہا ہیں۔"

"جی نہیں! ایک صاحبہ بھی ہیں۔"

"موٹی سی۔"

"جی ہاں....!" ویٹر نے کہا اور غالباً اپنی بے ساختہ قسم کی مسکراہٹ کو چھپانے کے لئے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ یہاں کے سارے ویٹر حمید کو پہچانتے تھے اور انہیں اس کا بھی علم تھا

کہ وہ منیجر کو زچ کیئے رہتا ہے۔

"اچھا ٹھیک ہے.... جاؤ!" حمید نے کہا اور ویٹر ہال سے چلا گیا۔

وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا منیجر کے کمرے کے قریب آگیا۔ دروازہ بند تھا۔ لیکن اندر کی آوازیں صاف سنی جاسکتی تھیں۔

کوئی عورت صاف کہہ رہی تھی۔ "تم پتہ نہیں کیسے آدمی ہو۔ پتہ نہیں تم کس آدمی کے متعلق کہہ رہے ہو۔ تم نے کبھی مجھ سے اس کا تذکرہ کیوں نہیں کیا۔"

"خدا کیلئے پہلے مجھے بتایئے کہ معاملہ کیا ہے.... کیا مسٹر دلاور مرزا....!" یہ منیجر کی آواز تھی اور اس کا جملہ پورا ہونے سے قبل ہی عورت نے غصیلے لہجے میں کہا تھا۔ "میں کسی دلاور مرزا کو نہیں جانتی۔ تم خواہ مخواہ میری توہین کیوں کر رہے ہو۔ میں نے ابھی تک شادی کی ہی نہیں۔"

"تب تو میں مر گیا۔" منیجر کی آواز بھرائی ہوئی سی تھی۔

"کیوں کیا ہوا۔"

"میں انہیں اب تک تین ہزار روپے قرض دے چکا ہوں۔"

"میرے خدا! تم اتنے گدھے کیوں ہو گئے تھے کم از کم مجھ سے تو پوچھ لیا ہوتا۔"

"آپ سے کیا پوچھ لیا ہوتا کہیں ایسا بھی ہوا ہے کہ کوئی زبردستی کسی کا شوہر بن بیٹھا ہو۔"

"اچھا تو کیا تم مجھے جھوٹی سمجھتے ہو۔" عورت کی آواز پھر غصیلی ہو گئی۔

"نن.... نہیں! آپ خواہ مخواہ خفا ہو رہی ہیں۔ میں تین کیا تیس ہزار کے لئے بھی صبر کر سکتا ہوں۔ کیونکہ اُس نے یہ روپے آپ کے حوالے سے اینٹھے تھے۔"

"اپنی عقل نہیں استعمال کی تھی۔ مجھ سے تذکرہ کیوں نہیں کیا۔"

"چھوڑیئے بھی، جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اب وہ حضرت کہیں نظر آگئے تو بتاؤں گا۔ ہو سکتا ہے پھر کبھی آدھمکیں۔ آپ بھی کسی سے کچھ نہ کہیئے گا۔ ظاہر ہے انہیں ہماری گفتگو کا علم تو ہو گا نہیں۔"

"کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر عورت کی آواز آئی۔" میں اس آدمی دلاور مرزا کے متعلق سنجیدگی سے سوچ رہی ہوں۔

"کیوں....؟"

"ابھی کل ہی کی بات ہے ایک آدمی نے میرے گھر کے قریب میرا تانگہ رکوا کر کسی دلاور

مرزا کے متعلق پوچھا تھا اور اس نے بھی اُسے میرا شوہر ہی کہا تھا۔ میں نے اُسے جی کھول کر سلواتیں سنائی تھیں۔"

"کیسا تھا.... وہ آدمی....!"

"شریف ہی معلوم ہوتا تھا۔ جوان تھا.... جاذب توجہ تھا۔"

"اب.... اس دلاور مرزا کی خیریت خطرے میں پڑ گئی ہے....!"

منیجر کچھ اور بھی کہنے والا تھا کہ حمید دروازے کو دھکا دیتا ہوا اندر گھس گیا۔ اُسے خدشہ تھا کہ کہیں منیجر اس کے متعلق بھی نہ بتانا شروع کر دے۔

"اوہو....!" حمید نے بڑی شائستگی سے کہا۔ "معاف کیجئے گا مسٹر منیجر.... میں سمجھا تھا شاید آپ تنہا ہیں۔"

"ارے کوئی بات نہیں ہے۔" منیجر نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔

"آیئے.... آیئے.... یہ ہیں میرے بے تکلف دوست....!"

"میرا نام شاہد جمال ہے....!" حمید جلدی سے بول پڑا اور یہ میری خوش قسمتی ہے کہ منیجر صاحب بھی مجھے اپنا بے تکلف دوست سمجھتے ہیں۔"

"میرا خیال ہے کہ میں آپ کو پہچانتی ہوں۔" عورت مسکرا کر بولی۔

"یقیناً پہچانتی ہوں گی۔ کیونکہ پچھلے ہی دن آپ نے مجھے بے تحاشہ گالیاں دی تھیں۔"

"مجھے افسوس ہے۔ کل تک میرے لئے وہ بات بالکل بے تکی تھی۔ اس لئے غصہ آ گیا تھا۔ مگر اس وقت میں بہت سنجیدگی سے اسی کے متعلق سوچ رہی ہوں۔"

"کیا قصہ تھا۔" منیجر نے حمید سے پوچھا۔ شائد اُسے بھی تھوڑی بہت عقل آ گئی تھی۔

"قصہ کیا تھا۔ میں نے اکثر اس دلاور مرزا کو آپ کے ساتھ دیکھا تھا۔ لیکن مجھے یقین نہیں آیا تھا کہ وہ محترمہ دردانہ جیسی شریف اور معزز خاتون کا شوہر ہو گا۔ میں نے آپ سے اسکا تذکرہ کئے بغیر ہی اسکے متعلق چھان بین شروع کر دی تھی۔ آخر اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ کوئی فراڈ ہی تھا۔"

"اور آپ آج مجھے اس نتیجے سے آگاہ فرما رہے ہیں جب میں کافی خسارہ اٹھا چکا ہوں۔" منیجر بولا۔

"اس نتیجے پر تو میں کل ہی پہنچا ہوں۔ مگر کیا آپ بتا سکیں گے محترم کہ آپ ان محترمہ کا

شوہر ہی سمجھ کر اُسے تین ہزار قرض کیوں دے بیٹھے تھے....!"

منیجر سٹپٹا گیا۔ اس کی آنکھوں میں بیچارگی صاف پڑھی جا سکتی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ حمید سے رحم کی بھیک مانگ رہا ہو۔ لیکن حمید نے بہت بُرا سا منہ بنا کر دردانہ سے کہا۔ "اور آپ یہ فرمایئے کہ آپ نے ان حضرت سے ان کی اس حرکت پر جواب کیوں نہیں طلب کیا۔"

"میں نہیں سمجھی۔ آپ کا لہجہ بہت خراب ہے۔ آپ میری توہین کر رہے ہیں۔"

"میں یہ لہجہ اختیار کرنے پر مجبور ہوں محترمہ۔ آخر انہوں نے آپ ہی کے خیال سے سہی اسے تین ہزار کیوں دیدیئے۔ کیا آپ اتنی رقم ادا کر دینے کی حیثیت رکھتی ہیں۔"

"آپ سے مطلب....!" دردانہ گرجی۔

"آپ خواہ مخواہ فضول باتیں چھیڑ رہے ہیں جناب۔" منیجر کی آواز بھی اونچی ہو گئی۔

"آپ اگر خاموش ہی رہیں تو مناسب ہوگا۔ کیونکہ آپ تین ہزار برباد کر چکے ہیں۔"

"وہ سب ٹھیک ہے۔" منیجر گردن جھٹک کر بولا۔ "میں نے کسی سے اسکی شکایت نہیں کی۔"

"یہ آخر ہیں کون؟" دردانہ نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

حمید نے جیب سے اپنا وزیٹنگ کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ کیونکہ اب اُس نے اپنی اسکیم فوری طور پر بدل دی تھی۔

عورت نے کارڈ لے کر دیکھا اور دفعتاً اس کے چہرے کی رنگت بدل گئی۔ منیجر حمید کو خونخوار نظروں سے دیکھتا ہوا دانت پیس رہا تھا۔

"یہ آپ کا پہلا کارنامہ نہیں ہے محترمہ۔ آپ نے یہاں کے کئی تاجروں کو سیٹھ عاصم کے لڑکے قاسم کی بیوی کے نام سے دھوکے دیئے ہیں۔"

"یہ جھوٹ ہے.... میں کسی عاصم قاسم کو نہیں جانتی۔"

"آپ نے ان تاجروں کو دھوکا دیا ہے، جن کے یہاں قاسم کا حساب چلتا ہے۔ آپ نے ان سے یہ کہہ کر کافی سامان قرض خریدا ہے کہ آپ قاسم کی بیوی ہیں۔"

"ہائیں....!" منیجر کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا۔

"خاموش....!" حمید اُسے گھور کر بولا۔

"اب تو میں خاموش ہی ہوں۔" وہ آہستہ سے بڑبڑا کر خاموش ہو گیا۔ مگر ایسا معلوم ہو رہا

تھا جیسے برسرِ عام کسی نے اس کی مرمت کر دی ہو۔

"آپ خواہ مخواہ اتہام رکھ رہے ہیں۔" دردانہ بہت غصہ میں تھی۔

"میں اُن تاجروں سے شہادت دلوادوں گا اور میں دراصل قاسم ہی کی شکایت پر آپ کے متعلق انکوائری کر رہا تھا۔ پھر اسی دوران میں مجھے معلوم ہوا کہ آپ تنہا نہیں ہیں بلکہ ٹھگوں کا ایک پورا گروہ اس شہر میں فریب دہی کی وارداتیں کر رہا ہے۔"

"غغ.... غلط ہے جھوٹ ہے.... میں ہیڈ مسٹریس ہوں۔"

"اگر آپ کا ظاہر اس بات کا اعلان کرتا رہے کہ آپ ٹھگ ہیں تو کون آپ کے فریب میں آئے گا۔"

"ٹھہریئے میں قاسم کو یہیں بلواتا ہوں۔"

حمید نے ویٹر کو بلانے کے لئے دیوار سے لگی ہوئی برقی گھنٹی کا بٹن دبایا۔ کچھ دیر بعد ویٹر آگیا جسے حمید نے قاسم کا حلیہ بتا کر پھر واپس بھیج دیا۔ یہاں منیجر اور دردانہ ایک دوسرے کو گھور رہے تھے اور حمید ایسی بے تعلقی سے دوسری طرف دیکھ رہا تھا جیسے اُن دونوں سے اس کی جان پہچان ہی نہ ہو۔

وہ اسی وقت چونکا تھا جب قاسم کے بھاری قدموں کی آواز سنی تھی۔ وہ دروازے ہی میں تھا کہ حمید نے اُسے آنکھ ماری اور قاسم بوکھلا گیا۔ پھر شرمیلی سی مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر نظر آئی۔

"یہ ہیں قاسم صاحب۔ کیا آپ انہیں نہیں پہچانتیں۔"

"میں نہیں پہچانتی۔"

قاسم نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ ہلائے ہی تھے کہ حمید نے پھر آنکھ ماری اور اُس نے مضبوطی سے اپنے ہونٹ بند کر لئے۔

"آپ انہیں اچھی طرح جانتی ہیں۔ جانتی نہ ہوتیں تو لوگوں سے یہ کیوں کہتیں کہ قاسم آپ کا شوہر ہے۔"

"یہ غلط ہے.... بالکل غلط ہے.... کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔"

"میں ثابت کر سکتا ہوں.... ایک تاجر نے قاسم کو دور سے آپ کو پہچنوایا تھا اور بتایا تھا کہ اسی عورت نے آپ کی بیوی کے نام سے کافی سامان قرض خریدا ہے کیوں قاسم صاحب۔"

"غاں... غاں...!" قاسم بوکھلا کر اثبات میں سر ہلانے لگا۔ ویسے اسکا چہرہ بھی فق ہو گیا تھا۔

"اب فرمائیے محترمہ! میرا خیال ہے کہ آپ ان سے سمجھوتہ کر لیجئے۔ یعنی اگر یہ اپنی درخواست واپس لے لیں اسی صورت میں آپ کو چھوڑا جاسکے گا۔ ورنہ فی الحال گرفتاری.... اور اس کے بعد مقدمہ....!"

"میرے ساتھ فراڈ ہو رہا ہے۔" عورت ہسٹریائی انداز میں چیخی۔

پرانی آگ

کار عشرت ہی ڈرائیو کر رہی تھی۔ لیکن وہ تنہا نہیں تھی۔ پچھلی نشست پر واصف موجود تھا.... اس نے کہا تھا کہ وہ پچھلی ہی نشست پر بیٹھے گا کیونکہ ہوا معمول سے زیادہ خنک تھی اور روانگی سے پہلے ہی چونکہ اُسے کچھ چھینکیں آچکی تھیں اس لئے وہ خنک ہوا اور نزلے کی تحریک کی بحث چھیڑ کر پچھلی ہی نشست پر ڈھیر ہو گیا تھا۔ شروع ہی سے وہ ظاہر کرتا رہا تھا کہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

موسم پچھلے دن سے ایسا ہی تھا۔ بالکل یہی معلوم ہوتا تھا جیسے جنوری پھر پلٹ آیا ہو۔ سردی بڑھ گئی تھی۔ آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا اور کبھی کبھی ترشح بھی ہونے لگتا تھا۔ آج عشرت ڈاکٹر واصف کے ساتھ اس کی قیام گاہ دیکھنے جارہی تھی۔

اس دوران میں وہ اس سے کافی مانوس ہو گئی تھی کیونکہ وہ اُسے ہر معاملے میں عجیب نظر آیا تھا.... روزانہ شام کو وہ ساتھ ہی تفریح کے لئے باہر جایا کرتے تھے اور واصف ایک آدھ بار اُسے اُس عمارت کی طرف بھی لے گیا تھا جس کے ایک فلیٹ میں فخری کا قتل ہوا تھا لیکن خود عشرت نے بھی یہی محسوس کیا تھا کہ وہاں کوئی اُسے پہچان نہیں سکا۔ کیونکہ وہ اب مستقل طور پر مشرقی لباس میں رہنے لگی تھی۔ بالوں کا جوڑا ہی لگاتی تھی۔ لپ اسٹک کا استعمال قطعی ترک کر دیا تھا۔ بڑھے ہوئے ناخن تراش لئے تھے اور ناخنوں سے نیل پاش کہ تہہ اکھاڑنے کی کوشش کی تھی۔

اس کے اکثر ملنے والوں نے بھی اُسے فوراً پہچان لینے میں دشواری محسوس کی تھی۔

پھر عشرت ڈاکٹر واصف کی ذہانت کی قائل کیوں نہ ہو جاتی۔ وہ اُسے دوبارہ اپنے پیروں پر

کھڑے ہونے میں مدد دے گی۔ وہ اُس سے بہت زیادہ متاثر ہوئی تھی۔ اُس کی باتیں وزن دار ہوتی تھیں اور وہ کوئی بہت زیادہ تعلیم یافتہ آدمی معلوم ہوتا تھا.... اکثر ڈوبے ہوئے فلسفیوں کی سی گفتگو کرنے لگتا۔ کبھی ٹیگور کی گیتا نجلی کے بعض ٹکڑے دہرا کر تصوف کے مسائل چھیڑ دیتا اور اس سلسلے میں مشرق اور مغرب کے تمام صوفی فلسفی کھنگال کر رکھ دیئے جاتے۔

عشرت اس سے مل کر بے حد خوش تھی۔ مگر اکثر اُسے حیرت بھی ہوتی کہ اتنا پڑھا لکھا آدمی اسٹیج کا ایکٹر کیسے بن گیا ہوگا لیکن ہمت نہیں پڑتی تھی کہ اس سے اسکے متعلق کچھ پوچھتی۔

کار شہر کی پر رونق سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ رات کے آٹھ بجے تھے۔ سردی اتنی ہی شدید تھی کہ عشرت کو گرم کپڑے دوبارہ نکالنے پڑے تھے اور وہ غرارہ سوٹ پر لمبا کوٹ پہن کر بے حد خوش ہوئی تھی۔ کیونکہ اس طرح اس کی دلکشی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

"ڈاکٹر.... میں دیکھوں گی کہ آپ رہتے کس طرح ہیں۔" اُس نے واصف کو مخاطب کیا۔

"جانوروں کی طرح....!" اُس نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"میں نہیں سمجھی۔"

"کچھ دیر بعد آپ دیکھ ہی لیں گی۔"

"مگر ڈاکٹر.... آخر اس بیچارے فخری کا کیا ہوگا.... مطلب یہ کہ....!"

"آپ براہِ کرم فخری کا تذکرہ نہ چھیڑا کریں۔ وہ بڑا خطرناک آدمی تھا۔ کبھی نہ کبھی آپ بھی کسی بڑی مصیبت میں مبتلا ہو جاتیں۔ اس کا مر جانا ہی اچھا ہوا۔ نہ وہ مرتا اور نہ پولیس اس کے متعلق چھان بین کرتی اور نہ یہ معلوم ہو سکتا کہ وہ ایک غیر ملکی جاسوس کی حیثیت سے ملک و قوم سے غداری کا مرتکب ہو رہا تھا۔ آج کل اس کے کئی دوست الجھنوں میں پڑ گئے ہیں کیونکہ پولیس ان پر سختیاں کر رہی ہے۔ غالباً اُسے ان پر بھی غیر ملکی جاسوس ہونے کا شبہ ہے۔ حالانکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کے سارے ہی ملنے والے اس گندگی سے ملوث رہے ہوں۔ آپ اپنی ہی مثال لے لیجئے۔ آپ صرف اس کی ادبی صلاحیتوں کی قدر داں تھیں۔ لیکن اگر آج پولیس کو اس کا علم ہو جائے کہ آپ ہی نے فون پر فخری کے قتل کی اطلاع دی تھی تو پھر دیکھئے کہ کیسی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ شائد مسٹر تیمور بھی اس جھنجھٹ میں آ جائیں۔"

"کیوں....؟"

"پولیس اچانک آپ کی کوٹھی پر چھاپہ مار کر تلاشی لینا شروع کر دے۔"

"تو ڈیڈی پر اس کا کیا اثر پڑ سکتا ہے۔"

"بہت کچھ پڑ سکتا ہے۔ محترمہ عشرت۔ وہ اپنے بزنس کا اصلی حساب گھر پر ہی رکھتے ہوں گے اور اس سے تو آپ کو انکار ہو نہیں سکتا کہ اس کالے دور میں کسی کے بھی ہاتھ بلیک مارکیٹنگ سے پاک رہے ہوں۔"

"اوہ....!" عشرت یک بیک خاموش ہو گئی اور وہ کہتا رہا۔ "اب آپ خود سوچئے اگر مسٹر تیمور اس تلاشی کی وجہ سے کسی الجھن میں پڑے تو آپ کی طرف سے ان کے جذبات کیا ہوں گے۔ آپ خود غور کیجئے۔"

"ٹھیک ہے۔" عشرت نے ٹھنڈی سانس لی۔ "میں جانتی ہوں کہ ڈیڈی کے ہاتھ بھی ملوث ہیں۔ لیکن اُن لوگوں کا فلسفہ ہی الگ ہے۔ یہ بلیک مارکیٹنگ کو قابل مذمت نہیں سمجھتے۔"

"اوہو! میں کب کہتا ہوں کہ آپ ان سے متفق ہوں گی۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ ہر آدمی اپنی برائیوں کے لئے کوئی نہ کوئی جواز پیدا ہی کر لیتا ہے۔ اگر برائیاں اپنے اصل روپ میں لوگوں کو نظر آ جائیں تو ان کی ہمت ہی نہ پڑے ان کی طرف جانے کی۔"

"میں آپ سے متفق ہوں کہ میرا پولیس کے سامنے نہ آنا ہی بہتر ہوا ہے۔"

"وہ تو ہونا ہی پڑے گا۔ حالات ہی ایسے ہیں۔ پولیس کو اس کی پرواہ نہیں ہے کہ فخری کو کس نے قتل کیا اور نہ وہ قتل کی وجہ ہی جاننا چاہتی ہے۔ اُسے قاتل کی بھی تلاش نہیں ہے.... وہ تو بس اس فکر میں ہے کہ اسی سلسلے میں اُن لوگوں کو کھود نکالے جو کسی دوسرے ملک کے لئے سراغ رسانی کرتے رہے ہیں۔ پولیس کا خیال ہے کہ فخری ہی کے سلسلے سے تعلق رکھنے والا ایک بہت بڑا گروہ یہاں سرگرم عمل ہے اور کسی یوریشین لڑکی کا وجود.... آپ خود سوچئے۔"

"مجھے تو وہ خصوصیت سے اس کی ساتھی جاسوس سمجھ رہے ہوں گے۔"

"اصلیت یہی ہے اور اسی وجہ سے مجھے فکر ہے کہ کچھ دنوں تک پولیس کی رسائی آپ تک نہ ہو سکے۔ اس کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ہاں اگلے چوراہے سے دائیں جانب موڑ لیجئے.... اور .... ٹھیک ہے.... بس تھوڑی ہی دور چلنا ہو گا۔"

"کیا آپ اسی سڑک پر رہتے ہیں۔"

"جی ہاں.... تیرھویں عمارت میں۔"

"کسی کے ساتھ رہتے ہیں۔"

"نہیں! تنہا رہتا ہوں۔ کسی کا ساتھ مجھے پسند نہیں ہے۔ کسی ایسے ساتھی کے تصور ہی سے، دم الٹنے لگتا ہے جو ہم خیال نہ ہو۔"

عشرت کچھ نہ بولی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اس سڑک کی ساری عمارتوں میں مالدار ہی رہتے ہیں۔ اگر کوئی عمارت کرائے پر بھی لی جائے تو کم از کم ایک ایسا آدمی تو ہرگز اس کا بار نہیں اٹھا سکتا جو اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کی کوشش کر رہا ہو۔

"بس بائیں جانب والی اگلی عمارت کے پھاٹک میں موڑ لیجئے گا۔ پھاٹک کھلا ہوا ہے۔ واصف نے کہا۔ عشرت نے کار کی رفتار بہت کم کر دی اور پھاٹک میں مڑتے وقت اس کی نظر نیم پلیٹ پر پڑی جس پر "ڈاکٹر واصف" ہی تحریر تھا اور نام کے نیچے ڈگریوں کی فوج آراستہ تھی۔

عشرت کا دل دھڑکنے لگا.... اس وقت یک بیک اُسے خیال آیا تھا کہ کہیں ڈاکٹر واصف خود ہی غیر ملکی جاسوسوں کے اُس گروہ سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ جس کی پولیس کو تلاش ہے اور.... تو کیا.... یہ اُسے کسی چکر میں پھانسنے کی کوشش کر رہا ہے۔ عشرت نے بڑی مضبوطی سے دانت پر دانت جما لئے۔ مگر کیا اس سے کوئی خطرہ ٹل جاتا۔

"بس پورچ کی طرف لے چلئے۔" واصف نے کہا۔

عشرت کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا.... گاڑی پورچ میں روک دی گئی.... وہ ایک طویل روش سے گذر کر پورچ تک آئی تھی۔ کمپاؤنڈ کافی وسیع تھا اور چاروں طرف پھولوں کے تختے بکھرے ہوئے تھے۔ پائیں باغ بڑے سلیقے سے ترتیب دیا گیا تھا۔

"بس یہی ہے غریب خانہ....!" واصف نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

عشرت نے ایک طویل سانس لی اور وہ بھی نیچے اُتر آئی۔

"آیئے....!" واصف پورچ سے برآمدے کی سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔ عمارت کی کرسی کافی اونچی تھی۔ پانچ زینے طے کرنے کے بعد وہ برآمدے میں آئے۔ کچھ دیر بعد وہ ایک کمرے میں تھے۔ لیکن یہ کمرہ نشست کا کمرہ نہیں ہو سکتا تھا۔

لفظ "ڈاکٹر" کی رعایت سے اسے آپریشن تھیٹر ہی کہا جا سکتا تھا۔

"بیٹھئے....!" واصف نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ "ارے آپ کچھ گھبرائی ہوئی سی نظر آ رہی ہیں۔ کیا بات ہے.... بالکل ایٹ ایز ہو جایئے.... یہ خانہ بے تکلف ہے۔"

"نہیں.... میں بالکل ایٹ ایز فیل کر رہی ہوں۔" عشرت.... خواہ مخواہ ہنس پڑی لیکن ساتھ ہی اس نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان بھی پھیری تھی۔ چہرہ.... دھواں.... دھواں.... ہو رہا تھا.... اور آنکھوں میں خوف صاف پڑھا جا سکتا تھا۔

"نہیں آپ کوئی خلش محسوس کر رہی ہیں۔" واصف نے سنجیدگی سے کہا۔

عشرت کچھ سوچنے لگی پھر کچھ دیر بعد آہستہ سے بولی۔ "یقیناً میں الجھن میں پڑ گئی تھی۔ مگر اب یہ الجھن بھی رفع ہو گئی ہے۔ بھلا آپ میں کون سی ایسی بات ہے جس میں دوسروں کے متحیر کر دینے والے پہلو موجود نہ ہوں۔"

"آہا.... تو کیا آپ میرے متعلق کسی الجھن میں مبتلا ہو گئی تھیں۔"

"جی ہاں.... کیا یہ بات الجھن کے لئے کافی نہیں ہے کہ آپ کے رہن سہن کا طریقہ میری توقع کے خلاف ثابت ہوا ہے۔"

واصف نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور پھر یک بیک سنجیدہ ہو کر عشرت کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "ہاں آپ کو حیرت ہو سکتی ہے کہ اس سطح کا کوئی آدمی اپنی مفلسی اور ناداری کا رونا کیوں روتا پھرتا ہے۔"

عشرت کچھ نہ بولی۔ اس کی یہ خاموشی واصف کے اس خیال کی تائید ہی معلوم ہو رہی تھی۔

کچھ دیر بعد واصف نے پھر کہا۔ "حیرت کی بات ہی ہے۔ آخر مجھے کیا پڑی تھی کہ میں نے آپ کے لئے اتنا وقت برباد کیا اور اب بھی کر رہا ہوں۔ ظاہر ہے کوئی نہ کوئی غرض ضرور ہو گی۔"

"دیکھئے آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔"

"میں بالکل صحیح سمجھ رہا ہوں۔ محترمہ عشرت! اور آپ کا یہ خیال بھی درست ہے کہ میری اس بھاگ دوڑ سے کوئی غرض وابستہ ہے۔ ذرا ایک منٹ ٹھہریئے میں آپ کو سمجھا دوں گا۔"

وہ اٹھ کر ایک چھوٹی سی الماری کے قریب آیا جو بظاہر ایک ریفریجریٹر معلوم ہو رہی تھی.... لیکن وہ کسی ریفریجریٹر کی طرح سامنے سے نہیں کھولی گئی بلکہ اوپری سطح سے ایک ڈھکن

اوپر اٹھ گیا۔ یعنی وہ کسی صندوق کی طرح کھلی تھی۔ آصف تھوڑی دیر تک اس پر جھکا رہا پھر ڈھکن بند کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس میں سے کسی عورت کی آواز آنے لگی۔

عشرت کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ کیونکہ یہ خود اسی کی آواز تھی.... وہی ٹیلیفونی اطلاع جو اس نے فخری کے قتل کے متعلق پولیس کو دی تھی۔ اُسے اپنا دل سر میں دھڑکتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ پھر آواز آنی بند ہو گئی اور واصف مسکراتا ہوا اس کی طرف مڑا۔

"آپ اس پر متحیر ہوں گی محترمہ عشرت۔ مگر یاد کیجئے۔" اس نے کہا۔ "اس دن جب ٹیلی فون بوتھ سے پولیس کو اطلاع دے رہی تھیں تو میں بوتھ کے دروازے میں کھڑا آپ کی آواز ریکارڈ کر رہا تھا۔ میرے ہاتھ میں ایک پورٹیبل ٹیپ ریکارڈر تھا۔"

"مگر آپ نے ایسا کیوں کیا تھا۔" عشرت پاگلوں کی طرح چیخی۔

"آپ پر قابو پانے کے لئے محترمہ عشرت۔"

"کیا مطلب....!"

آج اس قتل کو دس دن ہو چکے ہیں اور وہ ایک غیر ملکی جاسوس تھا۔ آپ نے پولیس کو اس قتل کی اطلاع دی۔ لیکن اپنا نام نہیں بتایا۔ اگر اب پولیس کو اس کا علم ہو جائے تو آپ جیل میں ہوں گی۔ شائد ضمانت بھی نہ ہو سکے۔ کیونکہ جن لوگوں پر غیر ملکی جاسوس ہونے کا شبہ ہوتا ہے وہ سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کئے جاتے ہیں۔ بہرحال میں یہی چاہتا تھا کہ آپ کچھ دنوں تک پولیس کو بیان نہ دے سکیں۔ اس کے بعد پھر آپ خود ہی اس کی ہمت نہ کر سکیں گی۔"

"مگر اس سے تمہیں کیا فائدہ ہوا.... بولو بتاؤ۔" وہ ہذیانی انداز میں چیخی۔

"اب میں ایک بہت پرانی آگ بجھا سکوں گا محترمہ عشرت.... وہ آگ جس نے میری روح تک کو جھلسا دیا ہے۔"

چیخیں

"اور پھر وہ بُری طرح نروس ہو گئی۔" کیپٹن حمید نے مسکرا کر کہا اور پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔ کرنل فریدی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

حمید نے پائپ سلگا کر دھوئیں کے گنجان مرغولے بکھیرتے ہوئے کہا۔ ”میں اور قاسم اسے منیجر کے کمرے سے نکال لائے اور پھر اس سے ایک طویل گفتگو ہوئی۔ اُسے یقین ہو گیا تھا کہ اس کے گرد پھیلایا جانے والا جال کافی مضبوط ہے اور وہ کسی طرح بھی اپنی گردن نہ چھڑا سکے گی۔“

اُس نے بتایا کہ دلاور مرزا اسے بلیک میل کر کے اکثر اس قسم کے کام لیتا رہا ہے۔ لیکن اُسے یقین ہے کہ دلاور مرزا اس کا اصلی نام نہیں ہو سکتا۔ اس کی دانست میں وہ ایک پُر اسرار آدمی ہے اور اُس نے اُسے اب تک اپنا صحیح پتہ نہیں بتایا.... اور جب سے میں نے اس سے اس کے متعلق پوچھ گچھ شروع کی ہے وہ اس سے ملا بھی نہیں ہے۔

”اس نے یہ نہیں بتایا کہ کس سلسلے میں اُسے بلیک میل کر رہا ہے۔“ فریدی نے پوچھا۔

”وہ مونٹیسری اسکول کی ہیڈ مسٹریس ہے۔ اپنی ملازمت نہیں گنوانا چاہتی۔ دلاور مرزا اس کی بعض کمزوریوں سے واقف ہے اور اس کے خلاف کچھ ثبوت بھی رکھتا ہے۔ دردانہ کا خیال ہے کہ اگر اس نے وہ ثبوت اسکول کی منیجنگ کمیٹی کے سامنے پیش کر دیئے تو اُسے ملازمت سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔“

”اب تک وہ اسے کن حرکتوں پر مجبور کر چکا ہے۔“

”اسی کے بیان کے مطابق وہ اکثر اسے فریب دہی کے سلسلے میں استعمال کرتا رہتا ہے۔ مثلاً ہائی سرکل کے منیجر ہی کا قصہ لے لیجئے۔ غالباً دلاور مرزا ہی کے اشارے پر وہ منیجر سے رومان لڑا بیٹھی ہو گی۔ منیجر ڈرپوک اور بے وقوف قسم کا آدمی ہے۔ احساس کمتری میں بھی مبتلا ہے اس لئے دلاور مرزا اُسے ڈرا دھمکا کر تین ہزار وصول کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا.... اس دلاور مرزا کو اپنا شکار منتخب کرنے میں بھی بڑی کدوکاوش سے کام لینا پڑا ہو گا۔“

”ہوم.... پھر تم نے اس عورت کا کیا.... کیا....!“

”کچھ نہیں۔ دلاور مرزا پر ہاتھ ڈالنے کے لئے ضروری تھا کہ میں فی الحال اُسے چند ہدایات دے کر چھوڑ دیتا۔“

”میں نے اُسے سمجھا دیا ہے کہ وہ دلاور مرزا کو اس پوچھ گچھ کے متعلق کچھ نہ بتائے بلکہ پہلے ہی کی طرح اس سے ملتی رہے۔“

”اس سے کیا فائدہ ہو گا....!“ فریدی نے پوچھا۔

"کھانسی میں بھی فائدہ ہوگا اور بخار بھی کم ہو جائے گا۔" حمید جھلا گیا اور فریدی بے اختیار مسکرا پڑا۔ پھر اس نے کہا۔ "آخر تمہیں اس دلاور مرزا کی اتنی فکر کیوں ہے۔"

"وہ اس یوریشین لڑکی سے ضرور واقف ہے جس کی ہمیں فخری کے قتل کے سلسلے میں تلاش ہے۔"

فریدی سگار سلگا رہا تھا.... لائٹر بجھا کر وہ حمید کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "مونٹیسری اسکول کے بارے میں تم کیا جانتے ہو۔"

"وہاں صرف فرنچ پڑھائی جاتی ہے۔"

"اور کچھ....!"

"وہ اسکول ایک عمارت میں ہے۔" حمید جلے کٹے لہجے میں بولا۔ "تیرہ دروازے ہیں اور ساڑھے تیس کھڑکیاں پونے پچاس روشندان ہیں۔"

"میں وہاں تعلیم حاصل کرنیوالوں کے متعلق پوچھنا چاہتا تھا۔" فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

"چارلس اول سے لے کر جارج ششم تک سبھی وہاں پڑھنے آتے ہیں۔"

"تم اپنا وقت برباد کرتے رہے ہو۔" فریدی نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"اور اس وقت بھی جھک مار رہا ہوں۔"

"یقیناً! دردانہ کے سلسلے میں تمہیں اس حد تک نہیں بڑھنا چاہئے تھا۔"

"کیوں؟ اگر میں ایسا نہ کرتا تو وہ کسی دلاور مرزا سے اپنی جان پہچان تک کا اعتراف نہ کرتی۔"

"اوہو.... تو تم اس سے اسی کا اعتراف کرانا چاہتے تھے۔"

"یقیناً....!"

"اچھا تو اس نے اعتراف کر لیا ہے.... پھر اب تم اس کا کیا بگاڑ لو گے۔"

"یہ اُس وقت بتاؤں گا جب دلاور مرزا ہاتھ آجائے۔"

"اگر دلاور مرزا کے ہاتھ آجانے کے امکانات ہوتے تو وہ کبھی اس کا تذکرہ نہ کرتی۔"

"آپ یہاں بیٹھ کر جو دل چاہے کہہ سکتے ہیں.... کوئی آپ کی زبان نہیں روک سکتا۔"

فریدی مسکرایا۔ پھر آہستہ سے بولا۔ "کیا تمہیں اس کا علم نہیں ہے کہ میں عرصہ سے مسز وارنر کی فکر میں ہوں۔"

"جی ہاں مجھے علم ہے کہ آپ عموماً بوڑھیوں ہی کی فکر میں رہا کرتے ہیں۔"

"بکواس مت کرو اٹھو.... میں آج تمہیں بہت کچھ دکھاؤں گا۔"

"اس وقت گیارہ بجے ہیں۔" حمید نے گھڑی دیکھ کر جماہی لیتے ہوئے کہا۔

"بجے ہوں گے.... چلو اٹھو....!"

"میں دردانہ والے معاملے میں کافی تھک چکا ہوں اور مجھے ابھی یہ بھی سوچنا ہے کہ قاسم سے اپنی گردن کیسے بچائی جائے۔ وہ اس موٹی عورت پر بُری طرح عاشق ہو گیا ہے۔"

"اُسے درمیان میں لانے کی کیا ضرورت تھی۔"

"کام کے ساتھ اگر تفریح بھی ہو جائے تو کیا حرج ہے۔"

"بس تو اب میں بھی اس تفریح سے محظوظ ہونا چاہتا ہوں۔"

"کیا مطلب....!"

"قاسم ہی سے تمہاری مرمت کراؤں گا۔"

حمید نے ایک طویل سانس لی اور چپ چاپ اٹھ گیا۔ اس معاملے میں وہ فریدی سے بہت ڈرتا تھا کیونکہ اُس کی تفریح بھی خطرناک ہوتی تھی۔

کچھ دیر بعد فریدی کی لنکن کمپاؤنڈ سے نکل رہی تھی۔ فریدی ہی اسٹیئر کر رہا تھا اور حمید بھی اگلی ہی سیٹ پر تھا اس نے کہا۔ "مگر یہ بات کہاں سے شروع ہوئی تھی.... کیا یہ سب کچھ فخری ہی کے سلسلے میں ہو رہا ہے۔"

"میں نہیں جانتا۔" فریدی نے کہا۔ "اس تعلق کی اطلاع تو مجھے تم نے ہی دی تھی۔"

"آخر مسز وارنر پر آپکو کس چیز کا شبہ ہے اور اسکے سلسلے میں آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔"

"میرا خیال ہے کہ اس کا جو کاروبار ہمارے علم میں آیا تھا اسمیں ذرہ برابر بھی مبالغہ نہیں تھا۔"

"یعنی کہ اس کے بورڈنگ میں لڑکیوں کا کاروبار ہوتا تھا۔"

"بہت ہی اعلیٰ پیمانے پر اور منظم طریقے سے۔"

"مگر اب تو.... وہ گم نامی کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ ٹویوڈا نے اس کو ذہنی طور پر مفلوج کر دیا تھا۔"

"مجھے اس میں بھی شبہ ہے۔ بہر حال بہت جلد وہ روشنی میں آجائے گی۔ نہ صرف وہ بلکہ اس

کا ایک سرپرست بھی۔"

"آہا تو وہ کوئی سرپرست بھی رکھتی ہے۔"

"میرا خیال ہے۔"

"لیکن ابھی آپ کچھ نہ بتا سکیں گے۔"

"نہیں....!"

"اچھا آپ فخری ہی کے متعلق کچھ بتا دیجئے۔"

"اسکے متعلق میری معلومات بھی اتنی ہی ہیں جتنی تمہاری یا کسی تیسرے آدمی کو ہو سکتی ہیں۔"

"مگر آج آپ نے جاذب کے اس شیٹ پر کوئی کلیو تلاش کیا تھا۔"

"ہاں.... لیکن وہ قتل کے سلسلے کا کلیو نہیں ہو سکتا۔ بلکہ "میری لاش" کا ہو سکتا ہے۔"

"کیا مطلب.... کیا وہ اشتہار۔"

"ہاں.... وہ اشتہار.... کیا اس اشتہار کا یہ مطلب سمجھا جائے کہ اس نے کسی کو اپنی خودکشی سے مطلع کیا تھا۔"

"مگر کیا سوچی سمجھی ہوئی خودکشی کے لئے خنجر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ زندگی سے تنگ آئے ہوئے لوگ بھی کم از کم جسمانی اذیت سے تو ڈرتے ہیں۔ اس لئے وہ کوئی ایسا ہی ذریعہ اختیار کرتے ہیں کہ چشم زدن میں زندگی کا خاتمہ ہو جائے یعنی وہ مرنے کے سلسلے میں بھی جسمانی اذیت سے دوچار نہ ہو سکیں!"

"تمہارا خیال ٹھیک ہے وہ خودکشی نہیں تھی.... قتل ہی تھا۔"

"پھر وہ اشتہار....!" حمید بڑبڑایا۔ "اس کا بھی تو سراغ نہ مل سکا جس کیلئے اشتہار دیا گیا تھا۔"

فریدی کچھ نہ بولا۔ کار سڑک پر دوڑتی رہی۔ ابھی سڑکیں ویران نہیں ہوئی تھیں۔

"اس وقت ہم کہاں جا رہے ہیں۔" حمید نے پوچھا۔

"مونتیسری اسکول....!"

"ہام.... تو کیا.... مگر وہ بچوں کا اسکول ہوگا۔"

"یہ کیسے سمجھ لیا تم نے....؟"

"ارے.... مادام مونتیسری کے نام سے عموماً کنڈر گارڈن ہی کھولے جاتے ہیں۔"

"ہوں.... تو یہ ہیں تمہاری معلومات۔ اس اسکول کے متعلق بڑے تیر مارتے پھرے ہو۔ حمید صاحب۔"

"میں تو صرف دردانہ کے متعلق چھان بین کرتا رہا تھا۔ مسز وارنر جیسی بوڑھیوں کے چکر میں نہیں رہتا۔ کیا سمجھے جناب۔"

"مونتیسری اسکول میں بالغ اور فارغ التحصیل لڑکیاں! صرف فرانسیسی زبان کی تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ اس میں بورڈنگ بھی ہے۔"

"اوہ.... مگر میں بڑا بدنصیب ہوں۔" حمید نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"کیوں....؟"

"مجھے پہلے اس قسم کے کسی اسکول کا علم نہیں تھا۔ ورنہ مجھے بھی فرنچ پڑھنے کا بے حد شوق ہو جاتا۔ مگر کیا وہ صرف لڑکیوں کے لئے ہے۔"

"ہاں! مگر ایک آدھ زنانے قسم کے لڑکے کے لئے بھی جگہ نکل ہی آتی۔" فریدی نے بُرا سامنہ بنا کر کہا۔

کار فراٹے بھرتی رہی۔ مگر اب شہر کی گھنی آبادیاں پیچھے رہ گئی تھیں اور وہ ایک ایسے علاقے سے گذر رہے تھے جہاں خال خال ایک آدھ بڑی عمارت نظر آجاتی تھی۔

ایک جگہ فریدی نے کار کی رفتار کم کر کے اُسے سڑک کے نیچے اتار دیا اور پھر روک کر مشین بند کرتا ہوا بولا۔

"اُترو....!"

حمید نیچے اتر گیا اور پھر وہ ایک جانب بڑھے....!

"کیا ارادہ ہے....!"

"بورڈنگ کی تلاشی لوں گا۔ میں یہاں اچانک نہیں آیا۔ بلکہ آنا ہی تھا۔ تلاشی کا وارنٹ حاصل کر چکا ہوں۔"

"اوہ.... مگر اس طرح تو آپ انہیں ہوشیار کر دیں گے۔"

"پرواہ نہ کرو۔ اگر انہیں ہوشیار نہ کیا گیا تو اس گندے پودے کی جڑیں باہر نہ آسکیں گی۔"

"مجھے دراصل اس آدمی کی تلاش ہے جو مسز وارنر کی عدم موجودگی میں بھی اس کا کاروبار

چلا تا رہا تھا ورنہ اس کے پاگل پن کے دوران میں تو اُسے ختم ہی ہو جانا چاہئے تھا۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ وہ تیزی سے ایک عمارت کی طرف بڑھتے رہے جس کا پھاٹک کھلا ہوا تھا لیکن پھاٹک پر روشنی نہیں تھی۔ اندر تقریباً تین سو گز کے فاصلے پر اصل عمارت کی متعدد کھڑکیاں روشن نظر آرہی تھیں، جن میں کئی رنگوں کے شیشے تھے۔

پھاٹک میں داخل ہو کر وہ عمارت تک پہنچنے کے لئے روش طے کرنے لگے.... لیکن تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ کمپاؤنڈ کے کسی دور افتادہ حصہ سے ایک نسوانی چیخ ابھری اور فضا میں منتشر ہو گئی۔ حمید کے دانت بج اٹھے پتہ نہیں یہ اس چیخ کا رد عمل تھا یا بے موسم سردی کا۔ وہ آواز کی طرف جھپٹے.... چیخ پھر سنائی دی اور پھر وہ ٹھیک اسی جگہ پہنچ گئے جہاں ایک لڑکی زمین پر چت پڑی تھی اور اس کی بائیں بغل کے نیچے ایک خنجر دستے تک پیوست تھا۔ اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں.... اور سینہ کسی لوہار کی دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔ ٹارچ کی روشنی میں بھی اس نے پلکیں نہیں جھپکائیں۔ اس کے جسم پر لمبا گرم کوٹ تھا۔

خطرناک آدمی

عشرت تین ہی دن میں جھنک گئی تھی.... یہ کوئی معمولی بات تو تھی نہیں کہ وہ ایک بلیک میلر کے پھندے میں پھنس گئی تھی.... پھر سب سے بڑی الجھن تو یہ تھی کہ آخر وہ اس سے چاہتا کیا ہے۔ کیونکہ ابھی تک نہ تو اس نے اس سے کسی قسم کا مطالبہ کیا تھا اور نہ اس کے جسم پر ہی قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی.... وہ اس کے لئے دنیا کا عجیب ترین آدمی تھا۔ جب کھلا نہیں تھا تب بھی وہ اس کی الجھن کا باعث بنا رہا تھا.... اور اب کھل جانے کے بعد بھی پرانی الجھن بدستور قائم تھی۔ یعنی وہ اُس سے کیا چاہتا ہے۔

اس نے اس کی وہ کال ریکارڈ کر لی تھی جو اس نے پولیس اسٹیشن کے لئے ایک پبلک ٹیلیفون سے کی تھی اور اُسے یقین دلایا تھا کہ ٹیپ ریکارڈنگ کا آلہ کوتوالی کے فون سے بھی اٹیچ ہے۔ دن بھر کی کالیں وہاں روزانہ ریکارڈ کی جاتی ہیں۔ پھر اُس نے اُسے پولیس سے دور رکھنے کی کوشش کی تھی اور کچھ دنوں بعد اپنے اصلی روپ میں ظاہر ہو گیا تھا۔ یعنی اُس نے یہ سب کچھ محض اسی لئے

کیا تھا کہ وہ کچھ دنوں تک پولیس کو اپنا بیان نہ دے سکے۔ اس نے اپنے باپ سے بھی ان حالات کا تذکرہ نہیں کیا تھا.... پھر اب کیا منہ لے کر اسکے سامنے اس کہانی کو دہراتی۔ کس طرح کہتی کہ وہ خود ہی اپنی گردن پھنسا بیٹھی تھی۔ اگر فخری کوئی غیر ملکی جاسوس نہ ثابت ہوا ہوتا تو شائد وہ اتنا عرصہ گذر جانے کے بعد بھی پولیس کو اپنا بیان دے دیتی۔ لیکن اب یہ چیز ڈاکٹر واصف کے خیال کے مطابق اس کی گردن اور بُری طرح پھنسوا دیتی۔ بہر حال وہ بڑی الجھنوں میں پھنس گئی تھی۔

واصف کا حکم تھا کہ وہ روزانہ چھ بجے شام سے آٹھ بجے رات تک اسکے گھر پر موجود رہا کرے، خواہ وہ خود وہاں موجود ہو یا نہ ہو۔ عشرت تین دن سے برابر اس کے حکم کی تعمیل کر رہی تھی۔

آج بھی وہ ٹھیک چھ بجے وہاں پہنچ گئی تھی۔ لیکن واصف موجود نہیں تھا۔ عمارت میں دو ملازم تھے لیکن اس کی طرف سے اتنے لاپرواہ نظر آرہے تھے جیسے انہیں اس کی موجودگی کا علم ہی نہ ہو۔ وہ ان کے اس رویہ پر دل ہی دل میں کباب ہو رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ اُسے اس بلیک میلر سے ڈرنے کی بجائے جم کر اس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اس کا باپ کروڑوں کا مالک تھا۔ پھر کیا وہ اس حقیر کیڑے سے نہ نپٹ سکے گا۔ جو بلیک میلنگ کی کمائی پر بسر اوقات کرتا ہے.... وہ سوچتی رہی.... لیکن آہستہ آہستہ اس کا غصہ کافور ہوتا گیا۔ کیونکہ فخری کا معاملہ پھر سامنے آگیا تھا۔ واصف کے بیان کے مطابق وہ ایک غیر ملکی جاسوس تھا.... اور اس کے دوستوں کی کڑی نگرانی ہو رہی تھی۔ بعض کی خانہ تلاشیاں بھی ہوئی تھیں۔ پھر وہ تو ایک ایسی لڑکی ہوئی جس نے پولیس کو اس کے قتل کی اطلاع دے کر اپنا نام اور پتہ بتائے بغیر روپوشی اختیار کر لی تھی لہٰذا اُسے تو پولیس اور زیادہ شبے کی نظر سے دیکھتی اور اگر اس سلسلے میں اس کے گھر کی بھی تلاشی لی جاتی تو کیا ہوتا.... اُس کا باپ اُس صورت میں کن پریشانیوں کا شکار ہو جاتا ہے؟ اس کے پوشیدہ حسابات کا ریکارڈ لازماً پولیس کے ہاتھ لگ جاتا اور وہ سونا کہاں چھپایا جاتا جو دوسرے ممالک سے اسمگل کیا گیا تھا اور کافی بڑی مقدار میں مکان ہی میں موجود تھا؟ نہیں اُسے اس بلیک میلر کے سامنے سر جھکانا ہی پڑے گا ورنہ وہ ہر حال میں پولیس کی گرفت میں آجائے گی۔ کیسی مجبوری تھی....؟ اگر ایسی خراب سچویشن نہ ہوتی تو وہ ایک بلیک میلر کو دیکھ لیتی.... مگر ایسی صورت میں اس کے اشاروں پر ناچتے رہنے کے علاوہ اور کیا چارہ تھا۔

سات بجے واصف اس کمرے میں داخل ہوا جہاں عشرت اس کی منتظر تھی۔

"تم شائد ٹھیک چھ بجے یہاں پہنچ گئی تھیں۔" اس نے خشک لہجے میں پوچھا۔

"ہاں.... میں پہنچ گئی تھی لیکن خدا کے لئے مجھے کچھ تو بتاؤ۔ آخر تم کیا چاہتے ہو۔"

"کچھ بھی نہیں۔" واصف مسکرایا۔ "میں تمہیں صرف اتنا بتانا چاہتا تھا کہ اب تم بُری طرح میرے قبضے میں ہو اور میں جس طرح چاہوں تمہیں استعمال کر سکتا ہوں۔"

"مجھے اس سے کب انکار ہے۔" عشرت گڑگڑائی۔

"بس فی الحال اتنا ہی کافی ہے۔"

"دیکھو.... مجھے اس طرح زچ نہ کرو کہ میں خودکشی کرلوں۔"

"خودکشی تو تمہارا مقدر بن چکی ہے.... مگر ابھی اس میں دیر ہے؟"

"آخر کیوں....؟ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔"

"کچھ بھی نہیں! میں کہتا ہوں! اوہ ختم کرو۔ کیا اور کوئی موضوع نہیں ہے گفتگو کے لئے۔"

"میں پولیس کو اس بلیک میلنگ کی اطلاع دے دوں گی۔" عشرت جھنجھلا گئی۔

"میں نے تمہیں اس سے روکا نہیں ہے۔ آج سے تین دن پہلے ہی تم ایسا کر سکتی تھیں۔"

"میں اب کروں گی....!"

"شوق سے! مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔"

عشرت دانت پیس کر رہ گئی۔ اس کا بس چلتا تو وہ اُسے کچا ہی چبا ڈالتی۔

کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "تو میں کب تک اس الجھن میں رہوں گی۔"

"مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں اس الجھن سے نجات پا جانے کی تاریخ نہ بتا سکوں گا۔"

"آخر بتا دینے میں کیا حرج ہے۔"

"مجھے اس پر مجبور نہ کرو عشرت ورنہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں جلد ہی خودکشی کرلینی پڑے۔"

عشرت خاموش ہو گئی۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس وقت اس کے ذہن میں کچھ سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت نہیں رہ گئی تھی۔

واصف خود بھی تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔ "اگر تم رات بھر گھر سے غائب رہو تو کیا اس پر مسٹر تیمور کو تشویش ہو گی۔"

"کیوں! تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو۔" عشرت نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"بس یونہی....!"

"میں پاگل ہو جاؤں گی۔" عشرت اپنی پیشانی رگڑنے لگی۔

"اس سے پہلے ہی مجھے کچھ نہ کچھ کر گزرنا ہے۔" واصف مسکرایا۔

"ذلیل کتے! مجھے کیوں پریشان کرتا ہے۔" عشرت دانت پیس کر چیخی۔

"زبان بند کرو۔" ایک بھرپور طمانچہ اس کے گال پر پڑا اور وہ کرسی سے فرش پر جا پڑی۔ پھر کمر پر ایک لات بھی پڑی۔ واصف اُسے گندی گندی گالیاں دے رہا تھا اور وہ دونوں ہاتھوں سے منہ چھپائے فرش پر پڑی سسکیاں لے رہی تھی۔

مگر یہ احساس بے بسی نہیں تھا.... بلکہ شدید ترین غصے نے نہ صرف اس کا دماغ ماؤف کر دیا بلکہ اس کا ردعمل جسم کی کپکپاہٹ اور سسکیوں کی شکل میں بھی ظاہر ہوا تھا۔ بس وہ ایک ذہنی کیفیت تھی جسے نیم بیہوشی ہی کہا جا سکتا تھا۔

کچھ دیر تک وہ اسی طرح پڑی رہی اور پھر اس کا ذہن کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل ہوا.... اور واصف کی گالیاں اس کے کانوں میں گونجنے لگی.... وہ چوٹ کھائی ہوئی ناگن کی طرح مچلی اور اٹھ بیٹھی۔ اسکی آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔

"میں تمہیں فنا کر دوں گی۔" وہ سانپ کی طرح پھپھکاری۔

واصف نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "تم اس اسٹیج میں ہو جہاں نہ تمہاری دولت کام آ سکتی ہے اور نہ تمہارے باپ کا اثر و رسوخ۔"

غصے کی زیادتی کی وجہ سے وہ صرف ہونٹ ہلا کر رہ گئی۔ آواز حلق میں پھنس رہی تھی۔ اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کچھ کہنے کے لئے اُسے کافی جسمانی قوت صرف کرنی پڑے گی۔

بس وہ اُسے خونخوار نظروں سے گھورتی رہی۔

واصف کہہ رہا تھا۔ "تمہیں میرے اشاروں پر ناچنا ہی پڑے گا۔ میرے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔ تم پر ہی منحصر نہیں ہے پتہ نہیں کتنی میرے اشاروں پر ناچ رہی ہیں۔ لیکن ان میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ کسی سے اس کا تذکرہ بھی کر سکیں اور اگر تم نے بھی کبھی میرے سامنے سر اٹھانے کی جرأت کی تو تمہارے خاندان کی ساری عزت اور ساکھ خاک میں مل جائے گی.... میں ہر طرف سے اپنی پوزیشن مضبوط رکھنے کا عادی ہوں۔"

عشرت نے یہی مناسب سمجھا کہ اس وقت خاموش رہے جس طرح اس نے مکاری سے مات کھائی ہے اسی طرح وہ بھی اپنے موقع کی منتظر رہے۔ کیا خود وہ اپنی ذہانت کو ان راہوں پر نہیں موڑ سکتی تھی۔ جن راہوں پر اُسے فریب دے کر لایا گیا تھا اور پھر دھوکے ہی میں رکھ کر شکست دی گئی تھی؟ مگر اس وقت بھی اس کا ذہن رہ رہ کر اسی سوال میں الجھ رہا تھا کہ آخر وہ چاہتا کیا ہے؟

واصف اُسے گھورتا رہا.... پھر یک بیک مسکرا کر بولا۔ "مجھے تم پر رحم بھی آتا ہے.... اس لئے میں تمہیں کچھ رعائتیں بھی دوں گا! مثلاً اگر تم میرے کسی گاہک کو اپنی شکل نہ دکھانا چاہو تو نقاب بھی استعمال کر سکو گی۔ میرے گاہکوں کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ میرے سارے گاہک شریف اور ذی عزت ہیں۔"

"کیا مطلب....!"

"میں لڑکیوں کا بیوپاری ہوں اور اپنے اس کاروبار کے سلسلے میں مجھے بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ زندگی کو خطرے میں ڈالنا پڑتا ہے.... تم اپنا ہی معاملہ لے لو۔ پولیس تمہاری تلاش میں تھی اور میں تمہیں ساتھ لئے پھرتا تھا۔ اگر کبھی تمہارے ساتھ پکڑا گیا ہوتا تو کیا حشر ہوتا میرا.... مگر کچھ بھی ہو۔ مجھے تم پر رحم آتا ہے۔ اگر تم اپنا چہرہ گاہکوں کو دکھانا پسند نہیں کرو گی تو تمہیں اس پر مجبور بھی نہیں کیا جائے گا۔ میرے گاہک بھی نہیں مجبور کریں گے۔"

"خدا کے لئے ایسا نہ کرو۔" وہ رو دینے والے انداز میں بولی۔ "اس طرح ذلیل نہ کرو۔ میں بڑی سے بڑی رقم تمہارے لئے مہیا کر سکتی ہوں۔ میں اب تمہیں کچھ نہیں کہوں گی۔ ہاتھ جوڑتی ہوں مجھے اس راہ پر نہ چلاؤ۔"

عشرت یک بیک رو پڑی۔

"ہونہہ.... بڑی سے بڑی رقم میرے جوتے کی نوک پر رکھی رہتی ہے.... مگر یہ تو میری تفریح بھی ہے ننھی لڑکی....! نہیں مجھے کسی بڑی رقم کی ضرورت نہیں ہے.... تم پر اتنا زیادہ رحم بھی نہیں کیا جا سکتا۔"

خوفزدہ لڑکی

حمید کھڑا پلکیں جھپکا رہا تھا۔ لڑکی ابھی زندہ تھی۔ فریدی اس کے قریب ہی دوزانو بیٹھ گیا۔ خنجر کے قبضے پر رومال ڈال کر اُسے کھینچ لیا۔ دوسرے ہی لمحے میں اُسکے منہ سے ہلکی سی آواز نکلی۔

"یہ تو زمین میں پیوست تھا۔" اُس نے آہستہ سے کہا۔ "لڑکی اٹھو.... تم ٹھیک ہو۔ ڈرو نہیں اب خود کو محفوظ سمجھو۔"

حمید بھی جھک پڑا.... لیکن فریدی نے ٹارچ بجھادی تھی۔

"ٹارچ مت روشن کرنا....!" اُس نے اس سے کہا۔

حمید نے چاروں طرف دیکھا۔ کمپاؤنڈ بہت طویل و عریض تھی اور یہ حصہ بالکل ہی ویران تھا اور یہاں زیادہ تر خودرو جھاڑیاں تھیں اور کہیں کہیں یہ قدِ آدم سے بھی اونچی ہو گئی تھیں۔

چاروں طرف گہرا سناٹا تھا.... حمید کو اس پر حیرت تھی کہ ابھی تک عمارت سے کوئی بھی باہر نہیں نکلا۔ حالانکہ لڑکی کی چیخیں وہاں تک ضرور پہنچی ہوں گی۔

"لڑکی اٹھو.... تم بالکل محفوظ ہو۔ حملہ آور بھاگ گیا۔"

"میں.... مم.... مم....؟" لڑکی نے ہچکیوں اور سسکیوں کے درمیان کچھ کہنا چاہا لیکن نہ کہہ سکی۔

بدقت تمام انہوں نے اُسے وہاں سے اٹھایا۔ اب بھی قرب و جوار میں کسی قسم کی آہٹ نہ سنائی دی۔ حمید نے سوچا ممکن ہے عمارت میں سب سوئے پڑے ہوں۔ مگر پھر پھاٹک کیوں کھلا ہوا تھا۔ کیا حملہ آور نے اُسے کھولا تھا....؟ مگر لڑکی تو ایسے لباس میں تھی جیسے کہیں باہر جانے کے ارادے سے نکلی ہو۔

بہر حال وہ بالکل خاموش تھی اور بُری طرح کانپ رہی تھی.... دونوں نے اُسے سہارا دیا۔ لیکن اس کے قدم اٹھ ہی نہیں رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ بالکل مفلوج ہو کر رہ گئی ہو۔

بدقت تمام وہ اُسے کار تک لے گئے۔ حمید کو حیرت تھی کہ فریدی نے تلاشی کا ارادہ کیوں ملتوی کر دیا۔ واپسی پر بھی انہیں پھاٹک کھلا ہوا ملا تھا اور عمارت کی طرف جانے والی روش سنسان پڑی تھی۔

فریدی نے وہاں رک کر حملہ آور کو بھی تلاش نہیں کیا تھا۔ یہ چیز بھی حمید کے لئے متحیر کن تھی۔ اُسے بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اس وقت صرف اسی لئے یہاں آئے ہوں؟

فریدی نے اُسے اگلی ہی نشست پر بٹھایا اور حمید پیچھے چلا گیا۔ پھر جب فریدی انجن اسٹارٹ کر رہا تھا حمید نے کہا۔ "بقیہ معاملات کا کیا رہا۔"

"فی الحال یہی معاملہ کافی اہم ہے۔" فریدی نے مختصر سا جواب دیا۔

پھر حمید بھی کچھ نہ بولا اور لڑکی تو پہلے ہی سے خاموش تھی۔

کار گھر تک پہنچ گئی۔ چوکیدار پھاٹک ہی پر موجود تھا۔ وہ پھاٹک کھول کر ایک طرف ہٹ گیا۔ کار کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی اور پھاٹک پھر بند کر دیا گیا۔

کچھ دیر بعد فریدی لڑکی سے نیچے اترنے کو کہہ رہا تھا اب اس کی حالت بہتر تھی اور وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو سکتی تھی۔ لیکن اب اس کا چہرہ سپاٹ نہیں تھا۔ بلکہ اُس پر خوف کے آثار نظر آ رہے تھے۔ کار سے اترتے وقت اس نے چاروں طرف دیکھا اور پھر خوفزدہ نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔

"آؤ.... اندر چلو....!" فریدی نے نرم لہجے میں کہا۔ وہ ڈرائنگ روم میں آئے۔ لڑکی کی آنکھوں میں الجھن اور خوف کے ملے جلے آثار نظر آ رہے تھے۔

"تم پر کس نے حملہ کیا تھا....!" فریدی نے پھر سوال دہرایا۔

"کک.... کسی نے بھی نہیں۔ میں نے خودکشی کرنی چاہی تھی۔ پھر خوفزدہ ہو گئی.... پھر خوفزدہ....!"

وہ خاموش ہو کر ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی۔ لڑکی خاصی دلکش تھی اور کسی اچھے گھرانے کی معلوم ہوتی تھی۔ کچھ دیر تک وہ خاموش رہی پھر بولی۔

"اب.... میں کیا کروں؟"

"سچی بات بتا دو....!" فریدی نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"مم.... میں خودکشی....!"

"خودکشی کی کہانی پر کوئی یقین نہ کرے گا۔ ویسے اگر کر بھی لو تو تم جیل میں ہو گی۔"

"جیل ہی سہی.... پھر میں کیا کرتی.... مجھے قرض خواہ پریشان کر رہے تھے۔ لیکن گھر سے

روپے نہیں آئے تھے.... میں مونتیسری میں پڑھتی ہوں.... ہاسٹل میں رہتی ہوں۔ میری ماں سوتیلی ہے.... بڑی دقتوں سے خرچ ملتا ہے۔"

"میں یہ سب کچھ نہیں سننا چاہتا۔" فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

"تم حملہ آور کو بچانے کی کوشش کر رہی ہو۔"

لڑکی کچھ نہ بولی اس کی آنکھوں میں بہت زیادہ الجھن کے آثار نظر آنے لگے تھے۔

"یقین کیجئے جناب....!" اُس نے پھر کچھ دیر بعد کہا۔ وہ اپنے قریب رکھی ہوئی چھوٹی گول میز کی سطح کو ناخن سے کرید رہی تھی.... "یقین کیجئے! میں نے خودکشی ہی کی کوشش کی تھی۔"

"یہ کوشش اتنی رات گئے بستر ہی پر مناسب ہوتی۔ لیکن تم نہ تو شب خوابی کے لباس میں تھیں اور نہ اپنے بستر پر....!"

"میں پاگل ہو گئی ہوں....!"

فریدی کی نظر اس کی انگلی پر جمی ہوئی تھی، جو برابر میز کی سطح کریدے جا رہی تھی۔ یک بیک اس نے ایک طویل سانس لی اور لڑکی کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم میز کا پالش خراب کر رہی ہو۔" اس نے کہا۔

"اوہ.... معاف کیجئے گا۔" لڑکی نے چونک کر اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ وہ بہت زیادہ خفیف نظر آنے لگی تھی۔ اس نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔ "یہ میری بہت بُری عادت ہے.... بے خیالی میں اکثر.... مجھے بے حد افسوس ہے جناب۔"

"یکم اپریل کی دوپہر کو تم کہاں تھیں۔"

"جی....!" وہ یک بیک اچھل پڑی۔

فریدی نے پھر ایک طویل سانس لی، اس کی آنکھیں چمکنے لگی تھیں.... حمید حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"تم....!" فریدی حمید کی طرف مڑا.... "فوراً جاؤ.... مونتیسری کی بلڈنگ کی نگرانی کرو.... جتنے آدمیوں کی ضرورت ہو ساتھ لے جاؤ.... ہر وہ مرد جو مونتیسری کی بلڈنگ سے باہر آئے اُس کا تعاقب لازمی ہے.... اُس کے نام اور پتے اور اس کے متعلق ضروری معلومات کا ریکارڈ رکھا جائے۔"

اس موقع پر یہ حکم حمید کو بے حد گراں گذرا، اس کی دانست میں تو دلچسپی کا آغاز اب ہوا تھا اور وہیں سے اُسے سرد رات میں سڑکوں پر ٹکریں مارنے پر مجبور کیا جارہا تھا۔ لڑکی کی بدلتی ہوئی حالت اس کی نظروں سے بھی پوشیدہ نہیں تھی۔ اب تو بالکل ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے وہ بیہوش ہوجائے گی۔

"اوہ.... نہیں تم یہیں ٹھہرو۔ میں دوسرے ذرائع اختیار کروں گا۔" فریدی نے اٹھتے ہوئے کہااور حمید کا چہرہ کھل گیا۔ فریدی باہر نکل گیا۔ شاید وہ کسی کو فون کرنے کے لئے اٹھا تھا۔

"کیابات ہے۔" حمید نے لڑکی سے پوچھا۔ "کیاتم کوئی تکلیف محسوس کررہی ہو۔"

وہ پھر چونک پڑی اوراس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر حمید کو دیکھنے لگی جیسے اس سے پہلے خواب دیکھتی رہی ہو۔

"آپ لوگ کون ہیں۔" اُس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"فی الحال ہمیں فرشتے سمجھو! جو تمہیں جنت میں لے آئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ مونتیسری سکول جہنم ہی ہوسکتا ہے۔"

"نہیں.... نہیں.... پتہ نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں۔" وہ خوفزدہ سی آواز میں بولی۔

"حملہ آور کانام چھپانے سے تم نقصان ہی میں رہو گی۔"

"میں کچھ نہیں.... میں توخودکشی....!"

ٹھیک اُسی وقت فریدی کمرے میں داخل ہوا.... اور حمید کواس طرح گھور کر دیکھا جیسے اس کی کوئی بات اُسے گراں گذری ہو۔ لڑکی خاموش ہوگئی تھی۔ فریدی بیٹھتا ہوا بولا۔ "کیا فخری نے وہ اشتہار تمہارے ہی لئے شائع کرایا تھا۔"

"نہیں....!" اُس کی زبان سے غیر ارادی طور پر نکل گیا۔ پھر وہ بلند آواز میں بولی۔ "میں نہیں جانتی آپ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔ میں کسی فخری کو نہیں جانتی۔ میں کیا جانوں کیسا اشتہار! خدارا مجھے جانے دیجئے۔"

"تم خائف ہو اُن لوگوں سے کیوں....؟" فریدی نرم لہجے میں بولا۔ "لیکن تم مطمئن رہو۔ اب قطعی محفوظ ہو۔"

"آپ کون ہیں۔"

فریدی نے اپنے نام کا کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھادیا۔

"اوہ....!" اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ کچھ دیر تک وہ خاموش بیٹھی رہی پھر بولی۔ "جی ہاں کسی نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے میں اُسے دیکھ نہیں سکی تھی۔"

"تم آخر اتنی رات گئے اُس ویران حصے میں کیوں گئی تھیں۔"

"اب میں کیا بتاؤں۔" اس نے سر جھکالیا۔ چہرے پر خجالت کے آثار تھے۔

"خیر... تمہیں وہیں جانے کو کہا گیا ہوگا... ہاں تو یہ بتاؤ فخری مر چکا تھا جب تم پہنچی تھیں۔"

"وہ تڑپ رہا تھا.... میں نے بدحواسی میں خنجر اس کے سینے سے کھینچ لیا تھا.... لیکن وہ فوراً ہی ختم ہو گیا.... میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں۔ یقین کیجئے۔ میرا دماغ ہی ماؤف ہو گیا تھا۔ پہلے جب وہ تڑپ رہا تھا تو میں بے ساختہ اس پر گر گئی تھی۔ مجھے خواب کی طرح یاد ہے.... کسی نے بیرونی کمرے کا دروازہ کھولا تھا۔ وہ کوئی سفید فام لڑکی تھی.... یا نہ رہی ہو۔ میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی۔ لیکن .... تھی لڑکی ہی.... پھر اُس نے دروازہ بند کر دیا تھا.... میں نے بوکھلاہٹ میں فخری کے سینے سے خنجر کھینچ لیا اور خنجر کھینچتے ہی وہ سرد پڑ گیا۔ پھر میں سوچنے لگی کہ اب کیا کروں.... اسی وقت فون پر نظر پڑی اور میں نے کوتوالی کے لئے رنگ کر دیا.... لیکن اطلاع دینے کے بعد میں نے اپنا نام اور پتہ بتائے بغیر ہی ڈس کنکٹ کر دیا تھا اور وہاں سے نکل بھاگی تھی۔ کیونکہ مجھے کئی طرح کے خوف گھیرے ہوئے تھے.... آپ تو شاید سب کچھ جانتے ہیں۔"

"وہ اشتہار کس کے لئے تھا....؟"

"میں نہیں جانتی۔ لیکن اشتہار ہی دیکھ کر اس کی طرف جا نکلی تھی۔ حالانکہ حادثے سے دو دن پہلے بھی اُس سے مل چکی تھی۔"

"غالباً اُس نے تمہیں خط لکھا تھا ملنے کے لئے....!"

"اوہ.... آپ یہ بھی جانتے ہیں۔" لڑکی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اَب "میری لاش" کے متعلق بھی کچھ بتاؤ۔"

حمید حیرت سے فریدی کی طرف دیکھنے لگا اور لڑکی بولی۔ "فخری میرا دوست تھا اُسے مجھ سے ہمدردی تھی۔ میں نے اُسے اپنی کہانی سنائی تھی۔ وہ اس آدمی کی فکر میں پڑ گیا تھا جو میری اور میری ہی جیسی بہتیروں کی بربادی کا باعث بنا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اسی بناء پر اُسے اپنی جان بھی

دینی پڑی۔ اس نے میری کہانی سن کر ایک داستان لکھ ڈالی تھی اور اس کا نام ”میری لاش“ رکھا تھا۔ جب داستان مکمل ہو گئی تو اس نے مجھے خط لکھا اور میں نے اس کے ہاں آکر وہ داستان پڑھی.... اس نے سبھی کچھ لکھ ڈالا تھا.... اور اس پُراسرار گروہ کا کچا چٹھا جو سیدھی سادھی لڑکیوں کو کسی طرح اپنے چکر میں پھانس کر برباد کر دیتا تھا.... اوہ.... اوہ.... مجھے یقین ہے وہ اسی لئے قتل کر دیا گیا.... اور مجھ پر حملے کی وجہ بھی یہی معلوم ہوتی ہے۔ انہیں شائد معلوم ہو گیا ہے کہ فخری کی معلومات کا ذریعہ میں ہی بنی تھی.... وہ ایسے ہی ہیں۔ سرکش لڑکیوں کو اس طرح ختم کر دیتے ہیں۔“

”وہ اشتہار تمہارے لئے نہیں تھا۔“

”جی نہیں! لیکن مجھے اس اشتہار پر حیرت ضرور ہوئی تھی۔ وہ یکم اپریل کا مذاق بھی ہو سکتا تھا۔ یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ فخری ہی نے اسے شائع کرایا ہو۔ اگر یہی ہوا ہو تا تب بھی میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی کہ اس کا تعلق فخری ہی سے ہو گا۔ لیکن پھر بھی نہ جانے کیوں میرے قدم اس کے گھر کی طرف اٹھ گئے تھے.... اشتہار پر نہ مشتہر کا نام تھا اور نہ مخاطب کا! پھر وہ کوئی پُراسرار قوت ہی تھی جو مجھے اس کے گھر کی طرف لے گئی تھی۔“

”تم نے قاتل کو نہیں دیکھا تھا۔“

”جی نہیں.... میں نے نہیں دیکھا تھا۔ وہاں تو وہ تنہا تھا اور فرش پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں جناب اور ان کے گروہ کی شاخیں پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ اتنے ہی خطرناک ہیں کہ ان کے پھندے میں پھنسی ہوئی لڑکیاں کبھی آزاد نہیں ہو سکتیں، اگر آزاد ہونے کی کوشش کرتی ہیں تو مار ڈالی جاتی ہیں۔ اس لئے کوئی بھی اپنی حدود سے باہر قدم نکالنے کی ہمت نہیں کرتی.... میں وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتی کہ یہ درست ہی ہو گا مگر سنتی ہوں کہ ان کا ہیڈ کوارٹر نصیر آباد میں ہے اور ان کی سربراہ کوئی غیر ملکی سفید فام عورت ہے۔“

”ہوں....!“ فریدی نے اس طرح سر ہلایا جیسے اس کے بیان کی صحت میں اُسے ذرہ برابر بھی شبہ نہ ہو۔

”آپ کو ”میری لاش“ ہی کے مسودے سے ہم لوگوں کے متعلق علم ہوا ہو گا۔“ لڑکی نے کہا۔ اب وہ خوفزدہ نہیں تھی۔ اس کی حالت میں حیرت انگیز طور پر تبدیلی ہوئی تھی۔

"نہیں! مجھے وہاں کوئی ایسا مسودہ نہیں مل سکا۔ ہو سکتا ہے اُسے قاتل ہی لے گیا ہو.... یا پھر وہ شخص لے گیا ہو جس کے لئے وہ اشتہار شائع کرایا گیا تھا.... اوہ خیر.... ہاں تم کون ہو.... تمہارا کیا نام ہے.... تم ان لوگوں کے ہاتھ کیسے لگی تھیں۔"

لڑکی تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "میرا نام رکمنی ہے۔ میں اکبر پور کی رہنے والی ہوں۔ یہاں یونیورسٹی میں پڑھتی تھی.... ہاسٹلر تھی! بی اے کرنے کے بعد میں نے مونتیسری اسکول میں فرنچ پڑھنے کے لئے داخلہ لیا۔ یہاں بھی ہاسٹل تھا اس لئے رہائش کی بھی دشواری نہ پیش آئی۔ ہوسٹل میں لڑکیاں تفریحاً جوا کھیلا کرتی تھیں۔ میری بھی عادت ہو گئی۔ مگر یہ تفریح دس پانچ روپے سے آگے کبھی نہیں بڑھتی تھی۔ میں عموماً جیت ہی میں رہتی۔ تھوڑی ہی دنوں میں میں نے محسوس کیا کہ میں ایک مشاق کھیلنے والی ہوں۔ آہستہ آہستہ کھیل بڑا ہونے لگا۔ پھر مجھے پتہ چلا کہ ہم لوگوں کی نگراں لکچرار کے کمرے میں بھی جوا ہوتا ہے، اور وہاں شہر کی متمول عورتیں کھیلتی ہیں۔ ایک دن وہاں بھی میرا گذر ہو گیا اور میں نے تقریباً دو سو روپے جیتے.... میں نے سوچا کہ میں تو بہت جلد امیر ہو جاؤں گی۔ کھیل جاری رہا.... اور میں اس سلسلے میں ہاسٹل کی محدود فضا سے نکل آئی.... اُن متمول عورتوں کے گھروں پر بھی اکثر کھیل ہوتا تھا جو ہاسٹل میں کھیلنے آتی تھیں۔ ان کے یہاں مرد بھی کھیلتے تھے.... ایک رات ایک گھر پر مونتیسری کی ہیڈ مسٹریس دردانہ بھی موجود ملیں.... اسی دن مجھے معلوم ہوا کہ وہ بھی اچھی کھلاڑی ہیں۔ مجھے ان کے ساتھ کھیلنے کا بھی فخر حاصل ہوا اور پھر اُن سے دوستی سی ہو گئی۔ میرا احساس کمتری ہی تھا کہ اس دوستی میں خود کو نہ جانے کیا سمجھنے لگی تھی۔ اس کے بعد میں ہارنے لگی.... بڑی بڑی رقمیں.... اور دردانہ کی قرض دار ہو گئی۔ تقریباً ڈھائی ہزار روپے کی قرضدار جو میرے فرشتے بھی نہ ادا کر سکتے! دردانہ کے تقاضے شدت اختیار کرنے لگے! دردانہ کا ایک دوست تھا.... واصف وہ میرا ہمدرد بن گیا۔ وہ دردانہ سے میرے لئے سفارش کرتا رہتا تھا۔ آخر اُس نے ایک دن مجھے مشورہ دیا کہ میں خود کو فروخت کر کے قرض ادا کر دوں۔ مجھے بڑا غصہ آیا۔ لیکن اس نے سمجھایا کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو گی۔ خود وہ شخص بھی واقف نہیں ہو سکے گا جو خریدے گا۔ اس نے مشورہ دیا کہ میں اپنا چہرہ نقاب میں چھپالوں گی۔ خریدنے والے کو بھی اس پر کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ کیونکہ وہ اپنے چہرے پر نقاب ہی لگائے رہتا ہے۔

"لڑکی خاموش ہو گئی....!" فریدی نے بھی اُسے ٹوکا نہیں۔ لیکن حمید اس سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا۔ ویسے یہ اور بات ہے کہ فریدی کے خیال سے خاموش رہ گیا ہو۔ پھر کچھ دیر بعد لڑکی خود ہی بولی۔ "بہر حال میرے قدم اس گھناؤنی زندگی کی طرف اٹھ گئے تھے اور آج تک میں اس دلدل میں پھنسی ہوئی ہوں۔"

"مجھے اُس نقاب پوش کے بارے میں بتاؤ جس کے پاس تمہیں پہلی بار لے جایا گیا تھا۔"

"میں نہ بتا سکوں گی کہ وہ کون تھا۔ میں اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکی تھی اور اس نے بھی مجھ سے نقاب اتار دینے کی فرمائش نہیں کی تھی۔ بس ایک ہی بار اس سے سابقہ پڑا تھا۔"

"اس کے بعد انہوں نے تمہیں بلیک میل کرنا شروع کر دیا ہو گا...."

"جی ہاں.... پھر مجھے باقاعدہ طور پر اس تجارت میں جھونک دیا گیا۔ ہاسٹل میں اس وقت پچاس لڑکیاں ہیں جن میں سے چھیالیس باقاعدہ طور پر اس بزنس میں شریک ہیں اور چار جو ابھی نئی ہیں۔ حالات سے بے خبر ہاسٹل کی تفریحات میں مشغول ہیں۔ انمیں سے ہر ایک تقریباً پندرہ روپے یومیہ کے حساب سے جیت رہی ہے۔ کچھ دن بعد انہیں بھی پہلا قرض چکانے کیلئے اسی پُراسرار نقاب پوش کی خدمت میں حاضر ہونا پڑے گا اور اسکے بعد وہ بھی بزنس میں آجائیں گی۔"

"ہوں....!" فریدی کا چہرہ یک بیک سرخ ہو گیا اور ایسا معلوم ہونے لگا جیسے وہ کسی جوالا مکھی کی طرح پھٹ پڑے گا.... لڑکی گلوگیر آواز میں بولی۔

"دوسری لڑکیوں کی طرح میں صرف ان کے اشاروں پر ہی ناچتی رہی بلکہ اپنی باری کی منتظر بھی رہی ہوں۔ میں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر ان لوگوں کے متعلق معلومات بھی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن میں یہ بھی سوچتی تھی کہ ان کے خلاف کسی قسم کا ثبوت مہیا کرنا مشکل ہو جائے گا.... اگر میں پولیس کو اطلاع بھی دیتی تو وہ لوگ بے داغ ہی ثابت ہوتے اور میں مفت میں قتل ہو جاتی.... یہی سب سوچ کر میں نے کبھی اس کی ہمت نہیں کی۔ البتہ مجھے اب کسی ایسے آدمی کی تلاش ہوئی جو ان کی حرکتوں کی پبلسٹی کر سکے۔ میرا خیال تھا کہ اس طرح ان میں ہراس پھیلے گا اور وہ اپنی حرکتیں ترک کر دیں گے۔ میں نے فخری سے دوستی کی اور وہ آبزرور کا سب ایڈیٹر تھا۔ اُس نے ان کا کھوج لگانا شروع کر دیا، ساتھ ہی اس سلسلے میں ایک کتاب بھی لکھتا رہا.... اس کا جو بھی انجام ہوا آپ دیکھ ہی چکے ہیں اور پھر آج مجھ پر بھی حملہ کیا گیا۔"

"تمہیں کمپاؤنڈ کے اُس ویران حصے میں کیسے بھیجا گیا تھا۔"

"ہاسٹل کی نگران نے کہا تھا کہ ایک گاہک وہاں میرا انتظار کر رہا ہے۔"

"تم اس عمارت کا پتہ بتا تو سکو گی جہاں پہلی بار تمہاری ملاقات اس نقاب پوش سے ہوئی تھی۔"

"نہیں میری آنکھوں پر پٹی باندھ کر لے جایا گیا تھا اور اس عمارت کے برآمدے میں پٹی کھولی گئی تھی۔ اس لئے میں شاید اس عمارت کو باہر سے دیکھ کر بھی نہ پہچان سکوں۔"

"اور.... وہ آدمی واصف ہی تمہیں وہاں لے گیا تھا۔"

"جی ہاں.... وہ بڑا شاطر آدمی ہے۔ وہ اکثر یوں بھی بیوقوف قسم کے مالدار آدمیوں سے کافی بڑی بڑی رقمیں اینٹھتا رہتا ہے۔ ایک بار وہ مجھے بھی آلہ کار بنا چکا ہے۔ میں اس بیچارے کا نام نہیں بتاؤں گی.... وہ ایک شریف تعلیم یافتہ اور مالدار آدمی ہے.... ایک مقامی کلب میں میری اس سے ملاقات ہو گئی۔ لیکن وہ ایسا آدمی نہیں تھا کہ میرے جال میں پھنس جاتا.... اور نہ میرا ارادہ ہی تھا کیونکہ وہ مجھے جوانی میں بھی فرشتہ ہی معلوم ہوا تھا۔ میں نے اس کی عالمانہ گفتگو سنی اور اس کی طرف کھنچتی چلی گئی۔ پھر میں اسے روزانہ ملنے لگی۔ مجھے اس سے عقیدت تھی۔ میں نے اسے بتایا تھا کہ میں طالب علم ہوں اور یقین کیجئے کہ میں نے ہمیشہ اس کا خیال رکھا تھا کہ میری ذات سے اُسے کوئی مالی خسارہ نہ ہونے پائے.... اس کی شخصیت بڑی پرکشش تھی۔ جب وہ میرے سامنے اخلاقیات کے مسائل چھیڑتا تو مجھے ایسا معلوم ہوتا جیسے میں سرتاپا غلاظت میں لپٹی ہوئی ہونے کے باوجود بھی اپنی روح کو نور کے سمندر میں غوطے دے رہی ہوں.... ایک بار میں نے اس سے کہہ دیا کہ میں اس کے ساتھ اپنی ایک تصویر چاہتی ہوں۔ وہ تیار ہو گیا۔ میں نے اسے یقین دلایا تھا کہ یہ عقیدت مندی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ کوئی فضول خواہش نہیں۔

اس نے میرے ساتھ تصویر کھنچوائی اور میں نے اُسے بڑی عقیدت سے اپنے البم کے پہلے صفحے پر جگہ دی۔ مگر ایک دن جب میں اس سے ایک جگہ ملی تو اس نے بہت بُرا سا منہ بنا لیا۔ اس کی آنکھوں سے نفرت جھانک رہی تھی۔ اُس نے مجھے بتایا کہ میرے شوہر نے وہ تصویر دکھا کر اُسے دھمکیاں دی تھیں اور الزام لگایا تھا کہ وہ اس کی بیوی یعنی مجھ سے غیر قانونی تعلقات رکھتا ہے.... مجھے اس شوہر کے متعلق سن کر بڑی حیرت ہوئی اور میں نے لاکھوں قسمیں کھائیں میں شادی شدہ نہیں ہوں! پتہ نہیں کس نے کس مقصد سے ایسی حرکت کی ہے۔ اُسے یقین نہیں آیا، آتا

بھی کیسے جب اس نے اس شوہر کی زبان رکھنے کے لئے اُسے دو ہزار روپے دیئے تھے۔ اس نے بتایا کہ وہ ایک معزز آدمی ہے اپنے متعلق ایسی لغو باتوں کی شہرت نہیں پسند کرے گا۔ میں نے اپنے اُس شوہر کا حلیہ پوچھا۔ جو من و عن واصف ہی کا ثابت ہوا اور حقیقت بھی یہی تھی۔ اُس نے وہ تصویر میرے البم سے اڑا دی تھی۔ پھر مجھ میں اتنی ہمت نہیں رہ گئی کہ میں اس شریف آدمی سے دوبارہ ملتی۔"

"اس آدمی واصف کے متعلق مجھے بھی بتاؤ۔" فریدی نے کہا۔

"وہ بہت شاطر ہے۔ جناب صورت سے کوئی سنجیدہ اور ذی عزت آدمی معلوم ہوتا ہے۔ شکل و صورت کا بھی اچھا ہے۔ اس کے بال سنہرے ہیں اور وہ اکثر میک اپ میں بھی رہتا ہے۔"

"پیشانی کشادہ ہے۔" فریدی نے پوچھا۔

"جی ہاں....!"

"اور پیشانی کا نچلا حصہ اتنا ابھرا ہوا ہے کہ کچھ غیر متناسب سا معلوم ہوتا ہے۔"

"جی ہاں.... وہی! کیا آپ اُسے جانتے ہیں۔"

فریدی نے جواب دیئے بغیر گھنٹی کا بٹن دبایا اور بوڑھے نصیر نے وہاں پہنچنے میں دیر نہیں لگائی۔ وہ ابھی تک جاگ رہا تھا۔

"انہیں.... نیلم کے کمرے میں پہنچا دو۔" فریدی نے لڑکی کی طرف اشارہ کر کے کہا اور لڑکی سے بولا۔ "میں تمہیں حوالات میں دینا مناسب نہیں سمجھتا۔ جب تک میں حالات پر قابو نہ پالوں تم یہیں رہو گی۔"

"میں بے حد مشکور ہوں گی جناب۔" اس نے کہا اور نصیر کے ساتھ چلی گئی۔

کچھ دیر بعد حمید کھنکار کر بولا۔ "کیا یہ جادو تھا.... یا آپ اٹھارہ سال پرستان میں بھی گذار چکے ہیں۔"

"کیوں....؟"

"یا پھر آپ پہلے ہی سے اُسے جانتے تھے۔"

"نہیں! میں نے آج پہلی بار اُسے دیکھا ہے۔"

"پھر آپ نے یک بیک کیسے کہہ دیا تھا کہ وہی اس دن فخری کے فلیٹ میں تھی۔"

"یہ جاگتے ہوئے ذہن کا کرشمہ تھا۔ فخری کے فلیٹ میں اس میز پر جہاں فون رکھا ہوا تھا۔ میں نے ناخن سے میز کی سطح کھرچنے کے نشانات پائے تھے جو تازہ تھے.... تمہیں تو شائد یہ بھی یاد نہ ہو کہ گندی سطح والی میز پر میز پوش نہیں تھا۔"

"آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ نشانات تازہ ہی تھے۔"

"ہر نشان کے سرے پر کھرچا ہوا میل جوں کا توں موجود تھا۔"

حمید خاموش ہو گیا۔

دو نقاب پوش

دوسری رات حمید پرنسٹن کے چوراہے پر کرنل فریدی کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے توقع تھی کہ جو کچھ بھی ہونا ہے آج ہی ہو کر رہے گا۔ کیونکہ کرنل کی بلیک فورس بھی حرکت میں آگئی تھی اور محکمے کے مخصوص لوگ بھی فریدی کی اسکیم کے مطابق مختلف قسم کے کاموں میں لگے ہوئے تھے۔ اسکیم کا علم حمید کو نہیں تھا.... وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ اُسے پرنسٹن کے چوراہے پر انتظار کرنے کو کیوں کہا گیا ہے۔

پچھلی رات سے اب تک سکون نہیں نصیب ہوا تھا۔ کبھی اس کے پیچھے اور کبھی اس کے پیچھے۔ مختلف آدمیوں کا تعاقب کرتے کرتے وہ عاجز آگیا تھا اور اب یہ سوچ رہا تھا کہ وہ کیوں نہ اسی چوراہے پر سر کے بل کھڑا ہو کر مرغ کی بولی بولنے لگے۔

پچھلی رات اس لڑکی رکمنی نے واصف کا جو حلیہ بتایا تھا من و عن اس دلاور مرزا کا تھا جس نے دردانہ کی آڑ لے کر ہائی سرکل کے منیجر سے تین ہزار روپے اینٹھ لئے تھے۔

حمید نے آج مونٹیسری اسکول کو بھی قریب سے دیکھنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اُس نے وہاں سراسیمگی کے آثار نہیں پائے۔ حالانکہ رکمنی ان لوگوں کے ہاتھ سے نکل گئی تھی وہ اس کے امکانات پر بھی نظر رکھ سکتے تھے کہ وہ پولیس ہی کے ہاتھ لگی ہو۔ ایسی صورت میں وہاں کچھ نہ کچھ سراسیمگی تو ملنی ہی چاہئے تھی۔ مگر ایسا نہیں تھا.... لہٰذا حمید کو سوچنا پڑا ممکن ہے فریدی ہی نے دھوکا کھایا ہو۔ وہ لڑکی رکمنی کوئی چال چل رہی ہو۔

پرنسٹن کے چوراہے پر اُسے نو بجے تک فریدی کا انتظار کرنا پڑا.... فریدی تنہا آیا تھا....
اور وہ ایک واٹر کول انجن والی بے آواز موٹر سائیکل پر تھا۔

"آؤ.... پیچھے بیٹھ جاؤ۔" اُس نے حمید سے کہا اور حمید پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ موٹر سائیکل چل پڑی۔

"اب کہاں....!" حمید نے پوچھا۔

"آرلکچنو....!"

"کیوں.... وہاں کیا ہے؟"

"وہاں واصف ہے اور ایک یوریشین لڑکی۔ جو کچھ خوفزدہ سی نظر آرہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ کوئی نیا شکار ہے.... مگر شائد تم واصف کو پہچان نہ سکو۔ کیونکہ اُس کے چہرے پر بھوری ڈاڑھی ہے اور وہ بھی کوئی یوریشین ہی معلوم ہوتا ہے۔"

"کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ اُسے آج ہی گرفت میں لے سکیں گے؟"

"میرا خیال ہے کہ اس سے بہتر موقع پھر کبھی ہاتھ نہ آئے گا۔ ان دونوں کی گفتگو بہت ہی قریب سے سنی گئی ہے جس کا لب لباب یہ ہے کہ شائد آج ہی وہ نقاب پوش بھی ہاتھ آجائے جسے لڑکیوں کے نقاب پوش ہونے پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا اور نئے شکار سب سے پہلے اسی کے پاس پہنچائے جاتے ہیں۔"

"مگر آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ یوریشین لڑکی بھی وہیں لے جائی جائے گی۔"

"اُن دونوں کے درمیان ایسی ہی گفتگو سنی گئی ہے۔ وہ اُسے سمجھا رہا تھا کہ وہ قطعی نہ پہچانی جاسکے گی۔ کیونکہ اس کے چہرے پر نقاب ہوگا اور وہ نقاب پوش اُسے بے نقاب ہونے پر مجبور نہیں کرے گا۔ لڑکی اس کی خوشامدیں کررہی تھی ہ وہ اُسے اس پر مجبور نہ کرے۔ وہ آرلکچنو میں کھانا کھارہے ہیں اور وہاں سے اٹھ کر سیدھے وہیں جائیں گے جہاں وہ نقاب پوش موجود ہوگا۔"

"آخر.... وہ نقاب پوش کون ہے۔"

"کوئی بھاری قیمت ادا کرنے والا۔ جسے اس گروہ کا سرپرست بھی سمجھا جاسکتا ہے۔"

حمید خاموش ہوگیا.... وہ دونوں ہی میک اپ میں تھے۔

کچھ دیر بعد موٹر سائیکل آرلکچنو کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور وہ ڈائننگ ہال میں آئے۔

فریدی نے آنکھوں کی جنبش سے ایک میز کی طرف اشارہ کیا۔

"اوہ....!" حمید بڑبڑایا۔ "بڑی موٹی مرغی ہے.... میں تو اسے پہچانتا ہوں۔"

"کون ہے....!" فریدی نے پوچھا۔

وہ ایک خالی میز پر بیٹھ چکے تھے۔ حمید تھوڑی دیر تک پلکیں جھپکاتا رہا پھر بولا۔ "اس میں شبہ نہیں کہ یہ ڈاڑھی والا دلاور مرزا ہی ہوسکتا ہے کیونکہ اس کی پیشانی کا نچلا ابھار ویسا ہی ہے.... مگر اس لڑکی کے معاملے میں شائد آپ کی بلیک فورس والے دھوکا کھا گئے ہیں۔"

"کیوں....؟"

"ارے.... یہ تیمور کی عشرت ہے۔ لاکھوں میں کھیلنے والی۔ اس کے ساتھ کون سی مجبوری ہوسکتی ہے جس کی بناء پر وہ اس نابدان کے کیڑے کے اشاروں پر ناچے گی۔ ہوسکتا ہے وہ کسی دوسرے چکر میں ہو۔"

"تیمور کی لڑکی ہے۔" فریدی نے حیرت سے دہرایا۔ وہ کچھ سوچنے لگا۔ پھر حمید کو اس کی آنکھوں میں ہلکے سے اضطراب کی جھلک دکھائی دی۔

"آپ کیا سوچنے لگے۔"

"کچھ بھی نہیں۔" فریدی مسکرایا۔ لیکن اس مسکراہٹ کا انداز کچھ طنزیہ سا تھا۔

تھوڑی دیر بعد حمید نے ان دونوں کو اٹھتے دیکھا غالباً ویٹر کا بل وہ ادا کرچکے تھے۔ فریدی انہیں جاتے دیکھتا رہا اور خود اُس وقت تک نہیں اٹھا جب تک کہ وہ باہر نہیں نکل گئے۔

پھر کچھ دیر بعد تعاقب شروع ہوگیا۔ وہ دونوں ایک کار میں تھے اور کار ہوا سے باتیں کررہی تھی۔ بستی سے نکلتے ہی فریدی نے موٹر سائیکل کی ہیڈ لائٹ بجھادی تھی اور یہ سفر اندھیرے ہی میں جاری رہا۔ سڑک سنسان پڑی تھی اس لئے اس میں دشواری بھی نہیں پیش آئی۔

کار شہر کے آباد حصوں سے نکل آئی تھی.... پولو گراؤنڈ سے آگے وہ ایک کچے راستے پر مڑ گئی۔ یہاں فریدی کو موٹر سائیکل کی رفتار کم کردینی پڑی۔

"اب میں ایک بات سوچ رہا ہوں۔" حمید نے آہستہ سے کہا۔

"کیا....؟"

"کہیں یہ وہی یوریشین لڑکی تو نہیں ہے جس کی ہمیں تلاش تھی۔"

"ہوسکتا ہے۔"

کچے راستے کے قریب پہنچ کر فریدی نے بریک لگایا۔ بائیک رک گئی۔ کار تھوڑے ہی فاصلے پر رکی تھی اور اس کی عقبی روشنی ابھی گل نہیں ہوئی تھی۔ انجن کا ہلکا سا شور بھی سنائی دے رہا تھا۔ پھر انجن بند کر دیا گیا۔ فریدی موٹر سائیکل سے اتر کر زمین پر لیٹ گیا تھا۔ حمید نے بھی یہی کیا۔ تاروں کی چھاؤں میں انہیں دو سائے نظر آئے جو ایک چھوٹی سی عمارت کی طرف بڑھ رہے تھے۔ پھر وہ نظروں سے غائب ہو گئے۔ اس سے قبل کسی دروازے پر دستک بھی سنائی دی تھی۔

وہ دونوں اٹھ کر تیزی سے آگے بڑھے۔ کار کے قریب آئے۔ کار خالی تھی۔ پھر عمارت کی طرف متوجہ ہو گئے۔ یہ ایک شکستہ سی اور معمولی قسم کی عمارت تھی۔ دیواریں بھی اونچی نہیں تھیں۔ اس میں بمشکل تمام دو یا تین کمرے ہوں گے۔

دروازہ سامنے ہی تھا اور انکی لمبی لمبی جھریوں سے اندر کی روشنی صاف نظر آ رہی تھی۔ وہ دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ جھری سے آنکھ لگاتے ہی حمید نے دیکھا کہ اب عشرت کے چہرے پر بھی نقاب موجود ہے۔ وہ ہلکے رنگ کے اسکرٹ میں تھی اور کہنیوں تک سفید دستانے چڑھے ہوئے تھے۔ پیروں میں اسٹاکنگ بھی تھے اُسکے قریب ہی ایک نقاب پوش مرد بھی موجود تھا۔

"اس سلسلے میں بڑی محنت کرنی پڑی ہے جناب! مگر آپ کی طبیعت خوش ہو جائے گی۔" واصف نقاب پوش سے کہہ رہا تھا۔

نقاب پوش کچھ نہیں بولا۔ اس نے جیبوں میں ہاتھ ڈال کر نوٹوں کی گڈیاں نکالیں اور واصف کی طرف بڑھا دیں۔

"بہت بہت شکریہ جناب۔" واصف گڈیاں لے کر قدرے جھکا اور پھر سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "میں باہر گاڑی میں موجود ہوں گا اگر کوئی ضرورت پیش آئے تو طلب فرمائیے گا۔"

پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا اور فریدی نے حمید کا بازو پکڑ کر کھینچ لیا۔ دروازہ کھلا.... اور دوسرے ہی لمحے میں فریدی کی ٹھوکر واصف کے پیٹ پر پڑی.... وہ چیخ کر کمرے کے وسط میں جا پڑا.... فریدی اور حمید اندر گھستے چلے گئے۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔" فریدی نے سرد لہجے میں انہیں مخاطب کیا اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ نقاب پوش نے ہاتھ اٹھا دیئے مگر وہ قہر آلود نظروں سے واصف کو گھور رہا تھا۔ واصف پیٹ

دبائے ہوئے فرش پر بیٹھا کراہ رہا تھا۔

"ان دونوں کے نقاب اتار دو۔" فریدی نے حمید سے کہا اور یک بیک واصف اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"کون ہو تم لوگ۔ ایسی کوئی حرکت نہیں ہو سکتی۔ میں تمہارا خون پی لوں گا۔"

اس نے غرا کر کہا۔ حمید نقاب پوش کی طرف بڑھا.... لیکن واصف فریدی کے ریوالور کی پرواہ کئے بغیر اُس پر ٹوٹ پڑا.... دونوں گتھ گئے۔

نقاب پوش مرد نے نکل بھاگنے کے لئے دروازہ کی طرف چھلانگ لگائی لیکن فریدی نے اس کے پیروں میں چھلتی لگادی اور وہ منہ کے بل فرش پر گرا۔

لیکن پھر اٹھنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ فریدی اس پر ٹوٹ پڑا۔

واصف حمید سے گتھا ہوا پاگلوں کی طرح چیخ رہا تھا۔ "نہیں تم ایسا نہیں کر سکتے۔ میں تمہیں فنا کر دوں گا جو کچھ میں چاہتا ہوں ہو کر رہے گا۔ چھوڑو مجھے۔ سور کے بچے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کبھی نہیں۔ چھوڑو.... ذلیل.... کمینے کتے۔"

"چپ بے بھینس کے شوہر۔" حمید نے اس کی ناک پر گھونسہ رسید کیا اور اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ پھر دوسرا ہی گھونسہ اُسے فرش پر لے آیا.... وہ کراہتا ہوا چیخ رہا تھا۔ "نہیں.... نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ نہیں ہو سکتا۔ میں تمہیں زندہ نہ چھوڑوں گا۔" اِدھر فریدی نے اپنے شکار کو قابو میں کر کے بے نقاب کر دیا۔

"ڈیڈی....!" عشرت چیخ پڑی۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوا جیسے یک بیک کسی نے اس کے سینے میں خنجر گھوپ دیا ہو۔

"ارے کتو.... کیا کیا تم نے....!" واصف بلبلایا۔

اِدھر.... عشرت کی چیخ سن کر بے نقاب ہونے والا تیمور سناٹے میں آ گیا تھا۔ پھر یک بیک وہ سنبھلا اور اپنی پوری قوت سے فریدی کا مقابلہ کرنے لگا۔

"اوہو....!" فریدی نے ہنس کر کہا۔ "تم میری جیب سے ریوالور نکال لینے کی کوشش کر رہے ہو۔ مگر میں تمہیں خودکشی نہیں کرنے دوں گا۔ آج تم اپنی بیٹی کی چیخ سن کر خودکشی کرنا چاہتے ہو۔ مگر اُن بیٹیوں کو بھی یاد کرو جن کی چیخیں نکلنے سے پہلے ہی گھٹ گئی ہوں گی۔ اگر

میرے سر پر خدا نہ ہوتا تو اس گندے کیڑے واصف کی خواہش ضرور پوری ہو جاتی۔"

فریدی نے اُسے دھکا دیا اور وہ سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا۔ لیکن اب وہ کھڑا نہیں رہ سکا تھا.... دیوار سے ٹکراتے ہی فرش پر چلا آیا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ پتہ نہیں وہ سچ مچ بیہوش ہو گیا تھا یا خجالت ہی اُسے آنکھیں بند کئے رکھنے پر مجبور کر رہی تھی۔

عشرت تو گویا پتھر کے بت میں تبدیل ہو گئی تھی۔ دفعتاً واصف فرش سے اٹھا۔ اس کی شکل ڈراؤنی لگ رہی تھی۔ سارے چہرے پر خون ہی خون تھا اور مصنوعی ڈاڑھی کے بال اس میں لت پت ہو کر کہیں کہیں سے نکل ہی گئے تھے۔

وہ چیخنے لگا۔ "کون ہو تم کمینو.... تم نے میری اتنے دنوں کی محنت برباد کر دی۔ اب جب تک میں زندہ ہوں یہ آگ ٹھنڈی نہیں ہو سکے گی۔ مجھے بھی گولی مار دو.... نکالو ریوالور....!"

"فخری کو تم نے قتل کیا تھا....!" فریدی نے پوچھا۔

"ہاں میں نے کیا تھا.... پھر....!" وہ اپنی چھاتی ٹھونک کر بولا۔

"رکمنی پر پچھلی رات قاتلانہ حملہ بھی تم نے ہی کیا تھا۔"

"ہاں.... ہاں.... کیا تھا....؟ پھر....!"

"اس کے ہتھکڑیاں لگا دو....!" فریدی نے حمید سے کہا۔

"اوہ.... میں سمجھا۔" واصف دہاڑا۔ "پولیس.... مگر اس وقت یہ ہتھکڑیاں کیوں نہیں نکلی تھیں.... جب میری بہن اسی کتے کے ہاتھوں لٹی تھی.... بتاؤ اس وقت تم کہاں تھے۔"

"اس وقت تمہارا قانون کہاں سو رہا تھا جواب دو.... تمہارا قانون تجوریوں کے سامنے بے بس کیوں ہو جاتا ہے؟"

"میں کہتا ہوں.... اگر تم قانون کو ناقص سمجھتے ہو تو اجتماعی کوششوں سے اُسے بدلنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔ اگر اس کی ہمت نہیں ہے تو تمہیں اسی قانون کا پابند رہنا پڑے گا۔ اگر تم اجتماعی حیثیت سے اس کے خلاف آواز نہیں اٹھا سکتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اس سے متفق ہو.... اب اگر متفق ہونے کے باوجود بھی تم اس کی حدود سے نکلنے کی کوشش کرو تو تمہاری سزا موت ہی ہونی چاہئے۔"

واصف کے منہ سے مغلظات کا طوفان امنڈ تا رہا.... ایسا لگ رہا تھا جیسے فریدی کے الفاظ اس کے کانوں تک پہنچے ہی نہ ہوں۔

اُسے ہتھکڑیاں لگادی گئیں۔

❁

دوسری صبح سارے شہر کے لئے ہنگامہ خیز ثابت ہوئی۔ صبح کے اخبارات کے ساتھ ہی ان کے ضمیمے بھی نکل آئے تھے اور یہ جلدی ہی میں نکالے گئے تھے۔ خبروں میں جو کچھ بھی تھا واصف ہی کی زبان سے منکشف ہوا تھا۔ ٹویوڈا کیس کی پراسرار مسز وارنر ایک بار پھر گرما گرم بحثوں کا موضوع بن گئی تھی۔ اُسے گرفتار کرلیا گیا تھا۔ واصف کے بیان کے مطابق وہی اس گندے بزنس کی روح رواں تھی اور تیمور نہ صرف اس کا سرپرست بلکہ اس بزنس کے ایک بڑے حصے کا مالک بھی تھا۔ لڑکیاں سب سے پہلے اسی تک پہنچائی جاتی تھیں اور پھر اس کے بعد عام ہو جاتی تھیں.... ملک کے کئی بڑے شہروں میں اس کاروبار کی شاخیں بکھری ہوئی تھیں۔ ایک بہت بڑے گروہ کی گرفتاری عمل میں آئی۔ تیمور اور عشرت بھی حراست میں تھے۔ عشرت کے متعلق فریدی نے حمید کو بتایا تھا کہ اگر اسے کڑی نگرانی میں نہ رکھا گیا تو وہ خودکشی کرلے گی۔

شام تک فریدی نے اپنی رپورٹ مکمل کرلی۔ لیکن حمید کے لئے ابھی کئی سوال موجود تھے۔

”عشرت....!“ اس نے حمید کے استفسار پر کہا۔ ”فخری کی دوست تھی.... وہی یوریشین لڑکی جو اس کے فلیٹ میں بھی جایا کرتی تھی۔ اُس نے بتایا ہے کہ وہ اشتہار فخری نے اسی کے لئے شائع کرایا تھا۔ اس میں حقیقت بھی تھی اور یکم اپریل کا مزاج بھی پوشیدہ تھا.... مقصد بہر حال یہی تھا کہ ”میری لاش“ نامی کتاب مکمل ہوگئی ہے۔ تمہیں شائد نہ معلوم ہو کہ اردو کا مشہور اور مقبول ترین ناول نگار رزمی.... فخری ہی تھا! لیکن اس کا یہ راز عشرت ہی کی دانست میں اس کے علاوہ اور کسی کو نہیں معلوم تھا۔ کیونکہ اس کی کتابیں پبلشروں تک وہی پہنچاتی تھی۔ لیکن پبلشرز بھی رزمی کی اصل شخصیت سے نہیں واقف تھے۔ مگر وہ کتاب پبلشروں تک نہیں پہنچ سکی اور عشرت بھی اس سے لاعلم ہے۔ اصلیت یہ ہے کہ واصف نے اس کا مسودہ وہاں نہیں رہنے دیا تھا۔ فخری کو قتل کرنے سے پہلے اس نے اس پر قبضہ کرلیا تھا اور اس کا بیان ہے کہ وہ اُسی دن نذر آتش کردی گئی تھی۔“

”واصف کا کیا قصہ تھا۔“

”واصف کی بہن اس گروہ کا شکار ہو کر تیمور تک پہنچی تھی اور پھر اُس نے خودکشی ہی کر لی تھی۔ واصف اس زمانے میں ایک شریف آدمی کی طرح زندگی بسر کر رہا تھا۔ بہن کی خودکشی کے بعد ہی اس کی ڈائری اس کے ہاتھ لگ گئی جس میں اس نے اپنی خودکشی کی وجہ لکھی تھی۔ واصف نے وہ ڈائری پولیس کے حوالے کر دی۔ لیکن پولیس کسی ایسے گروہ کا پتہ نہ لگا سکی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ واصف شخصی انتقام کی راہ پر لگ گیا۔ اس نے نہ صرف اس گروہ کا پتہ لگالیا بلکہ اس آدمی سے بھی واقف ہو گیا جو پہلی بار اس کی تباہی کا باعث بنا تھا۔ اس کے بعد اس نے ایک اسکیم بنائی اور خود بھی اسی گروہ میں شامل ہو گیا۔ مگر اس کی اسکیم کامیاب نہ ہو سکی۔ اگر مجھے بروقت اطلاعات نہ ملتی رہی ہوتیں تو وہ کامیاب ہی ہو گیا ہوتا۔ اور آج اس شکستہ عمارت سے شائد دو خودکشی کرنے والوں کی لاشیں برآمد ہوتیں۔“

”واصف نے عشرت کو پھانسا کیسے تھا....؟“ حمید نے پوچھا۔

”یہ میری رپورٹ میں پڑھ لینا... صرف وہ باتیں پوچھو جن کا جواب اختصار کیساتھ دیا جاسکے۔“

”ابھی مجھے فرصت نہیں نصیب ہوئی۔ ویسے مسزوارنر یقینی طور پر ٹویوڈا سے ملی ہوئی تھی۔“

”آہا.... وہ جاذب کے شیٹ والی.... الٹی اور نامکمل تحریر۔“

”اوہ.... تم نے اُسے مکمل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اسی لئے تو میں اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ ”میری لاش“ کسی داستان یا کتاب کا نام ہوگا.... اس نے وہ خط رکمنی کو لکھا تھا۔“

بہر حال وہ تحریر ایک آدھ حرف کے اضافے کے ساتھ یوں پڑھی جائے گی۔

”اور ”میری لاش“ مکمل کر چکا ہوں.... پرسوں ملوں گا۔“

”آجاؤ۔“

حمید نے ایک طویل سانس لی اور خاموش ہو گیا۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور حمید نے ریسیور اٹھالیا۔

”ہیلو....!“

”کون ہے....!“ دوسری طرف سے قاسم کی آواز آئی۔

”حمید....!“

"ساماليکم حمید بھائی.... ابے الا قسم.... بڑے وہ ہو تم.... پریشان کرتے ہو خامخاہ.... بتادونا....!"

"پتہ.... ان کا.... وہ.... کیا نم.... دردانہ باجی.... نائیں.... نائیں.... بیگم بیگم.... دردانہ بیگم کا پتہ....!"

"مت بکواس کرو.... میرا موڈ ٹھیک نہیں ہے۔" حمید نے غصیلے لہجے میں کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا۔

ختم شد